چوتھا دن

آیات:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحٰبِکَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سنّتِ اعتکاف کی نیت کی)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! قریب قریب آ کر درس کی تعظیم کی نیّت سے ہو سکے تو دوزانو بیٹھ جایئے اگر تھک جائیں تو جسطرح آپ کو آسانی ہو اُسی طرح بیٹھ کر نگاھیں نیچی کیے توجُّہ کے ساتھ فیضانِ سُنَّت کا دَرس سنئے کہ لاپرواھی کے ساتھ اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے، زمین پر اُنگلی سے کھیلتے ہوئے ،لباس بدن یا بالوں وغیرہ کو سَہلاتے ہوئے سُننے سے اسکی بَرَکتیں زائل ہونیکا اندیشہ ہے۔

درود شریف کی فضیلت

سرکارِمدینہ ، راحتِ قلب وسینہ ، صاحبِ معطّرپسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے : "اے لوگو! بے شک بروزِ قیامت اسکی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے۔" (اَلفِرْدَوس بمأثور الخطاب ج۵ص۲۷۷حدیث۸۱۷۵)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مُحَمَّد

وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى ط كُلُوْا مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ط وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ٥

ترجمۂ کنزالایمان: اور ہم نے اَبر کو تمہارا سائبان کیا اور تم پر مَنّ اور سَلْوٰی اتارا کھاؤ ہماری دی ہوئی ستھری چیزیں اور انہوں نے کچھ ہمارا نہ بگاڑا ہاں اپنی ہی جانوں کا بگاڑ کرتے تھے۔

ترجمہ کنزالعرفان: اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کو سایہ بنا دیا اور تمہارے اوپر من اور سلویٰ اتارا (کہ) ہماری دی ہوئی پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور انہوں نے ہمارا کچھ نہ بگاڑا بلکہ اپنی جانوں پر ہی ظلم کرتے رہے۔

{وَظَلَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْغَمَامَ: اور ہم نے تمہارے اوپر بادل کو سایہ بنا دیا۔} فرعون کے غرق ہونے کے بعد بنی اسرائیل دوبارہ مصر میں آباد ہوگئے۔ کچھ عرصے بعد حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے انہیں حکمِ الٰہی سنایا کہ ملکِ شام حضرت ابراہیم عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام اور ان کی اولاد کا مدفن ہے اور اسی میں بیت المقدس ہے، اُسے عمالقہ سے آزاد کرانے کے لیے جہاد کرو اور مصر چھوڑ کر وہیں وطن بناؤ۔ مصر کا چھوڑنا بنی اسرائیل کیلئے بڑا تکلیف دہ تھا۔ شروع میں تو انہوں نے ٹال مٹول کی لیکن جب مجبور ہو کر حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَيْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام کی معیت میں روانہ ہونا ہی پڑا تو راستے میں جو کوئی سختی اور دشواری پیش آتی تو حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے شکایتیں کرتے۔ جب اُس صحرا میں پہنچے جہاں نہ سبزہ تھا، نہ سایہ اور نہ غلہ، تو وہاں پہنچ کر حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام سے دھوپ کی، گرمی اور بھوک کی شکایت کرنے لگے۔ حضرت موسیٰ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَام نے دعا فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے اُس دعا کی برکت سے ایک سفید بادل کو ان پر سائبان بنا دیا جو رات دن ان کے ساتھ چلتا اور ان پر ایک نوری ستون نازل فرمایا کہ آسمان کی جانب سے ان کے قریب ہو گیا اور ان کے ساتھ چلتا اور جب رات کے وقت چاند کی روشنی

نہ ہوتی تو وہ ان کے لئے چاند کی طرح روشن ہوتا۔ ان کے کپڑے میلے اور پرانے نہ ہوتے' ناخن اور بال نہ بڑھتے۔(تفسیر جمل ' البقرۃ' تحت الآیۃ: ۵۷' ۸۱/۱' روح البیان' البقرۃ' تحت الآیۃ: ۵۷' ۱۴۱/۱-۱۴۲) {وَاَنْزَلْنَا عَلَیْكُمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى: اور تم پر من اور سلویٰ اتارا۔} اُس صحرا میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی برکت سے ان کے کھانے کا انتظام یوں ہوا کہ انہیں مَن و سَلوٰیٰ ملنا شروع ہو گیا۔ من و سلوی کے بارے میں مفسرین کے مختلف اقوال ہیں :

''من'' کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ ترنجبین کی طرح ایک میٹھی چیز تھی جو روزانہ صبح صادق سے طلوعِ آفتاب تک ہر شخص کے لیے ایک صاع (یعنی تقریباً چار کلو) کی بقدر اترتی اور لوگ اس کو چادروں میں لے کر دن بھر کھاتے رہتے۔ بعض مفسرین کے نزدیک ''من'' سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جو اللّٰہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو کسی مشقت اور کاشتکاری کے بغیر عطا کر کے ان پر احسان فرمایا۔'' سلویٰ'' کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ یہ ایک چھوٹا پرندہ تھا' اور اس کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ پرندہ بھنا ہوا بنی اسرائیل کے لئے آتا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ جنوبی ہوا اس پرندے کو لاتی اور بنی اسرائیل اس کا شکار کر کے کھاتے۔ یہ دونوں چیزیں ہفتہ کے دن نہ آتیں' باقی ہر روز پہنچتیں' جمعہ کو دگنی آتیں اور حکم یہ تھا کہ جمعہ کو ہفتے کے لیے بھی جمع کر لو مگر ایک دن سے زیادہ کا جمع نہ کرو۔ بنی اسرائیل نے ان نعمتوں کی ناشکری کی اور ذخیرے جمع کیے' وہ سڑ گئے اور ان کی آمد بند کر دی گئی۔ یہ انہوں نے اپنا ہی نقصان کیا کہ دنیا میں نعمت سے محروم ہوئے اور آخرت میں سزا کے مستحق ہوئے۔ (خازن' البقرۃ' تحت الآیۃ: ۵۷' ۱/۵۶/۵۷' روح البیان' البقرۃ' تحت الآیۃ: ۵۷' ۱۴۲/۱)

وَ اِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ فَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ رَغَدًا وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُوْلُوْا حِطَّةٌ نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطٰيٰكُمْ ط وَسَنَزِيْدُ الْمُحْسِنِيْنَ○

ترجمہ کنزالایمان: اور جب ہم نے فرمایا اس بستی میں جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازہ میں سجدہ کرتے داخل ہو اور کہو ہمارے گناہ معاف ہوں ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور قریب ہے کہ نیکی والوں کو اور زیادہ دیں۔

ترجمۂ کنزالعرفان: اور جب ہم نے انہیں کہا کہ اس شہر میں داخل ہو جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بے روک ٹوک کھاؤ اور دروازے میں سجدہ کرتے داخل ہونا اور کہتے رہنا، ہمارے گناہ معاف ہوں، ہم تمہاری خطائیں بخش دیں گے اور عنقریب ہم نیکی کرنے والوں کو اور زیادہ عطا فرمائیں گے۔

{وَاِذْ قُلْنَا ادْخُلُوْا هٰذِهِ الْقَرْيَةَ: اور جب ہم نے کہا اس شہر میں داخل ہو جاؤ۔} اس شہر سے "بیتُ المقدس" مراد ہے یا اَرِیحا جو بیت المقدس کے قریب ہے جس میں عمالقہ آباد تھے اور وہ اسے خالی کر گئے تھے، وہاں غلے میوے بکثرت تھے۔ اس بستی کے دروازے میں داخل ہونے کا فرمایا گیا اور یہ دروازہ ان کے لیے کعبہ کی طرح تھا اور اس میں داخل ہونا اور اس کی طرف سجدہ کرنا گناہوں کی معافی کا سبب تھا۔ بنی اسرائیل کو حکم یہ تھا کہ دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہوں اور زبان سے " حِطَّةٌ " کہتے جائیں (یہ کلمہ استغفار تھا۔) انہوں نے دونوں حکموں کی مخالفت کی اور سجدہ کرتے ہوئے داخل ہونے کی بجائے سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے داخل ہوئے اور توبہ و استغفار کا کلمہ پڑھنے کی بجائے مذاق کے طور پر "حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ " کہنے لگے جس کا معنیٰ تھا: بال میں دانہ۔ اس مذاق اور نافرمانی کی سزا میں ان پر طاعون مسلط کیا گیا جس سے ہزاروں اسرائیلی ہلاک ہوگئے۔ (تفسیر خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۵۸، ۱/۵۶-۵۸، مدارک، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۵۸، ص ۵۳، تفسیر عزیزی (مترجم) ۱/۴۵۶-۴۵۷، ملتقطاً)

فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ۝

ترجمۂ کنزالایمان: تو ظالموں نے اور بات بدل دی جو فرمائی گئی تھی اس کے سوا تو ہم نے آسمان سے

ان پر عذاب اتارا بدلہ ان کی بے حکمی کا۔

ترجمۂ کنزالعرفان: پھر ان ظالموں نے جو اُن سے کہا گیا تھا اسے ایک دوسری بات سے بدل دیا تو ہم نے آسمان سے ان ظالموں پر عذاب نازل کر دیا کیونکہ یہ نافرمانی کرتے رہے تھے۔

(﴿فَاَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا رِجْزًا مِّنَ السَّمَآءِ﴾ تو ہم نے آسمان سے ان ظالموں پر عذاب نازل کر دیا۔) بنی اسرائیل پر طاعون کا عذاب مسلط کیا گیا اور اس کی وجہ سے ایک ساعت میں ان کے 70،000 افراد ہلاک ہو گئے تھے۔(خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۵۹، ۱/۵۶)

طاعون کے بارے میں 3احادیث:

یہاں طاعون کا ذکر ہوا، اس مناسبت سے طاعون سے متعلق 3احادیث ملاحظہ ہوں:

...(1) حضرت اسامہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے روایت ہے، حضور اقدس صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: "بے شک یہ طاعون ایک عذاب ہے جسے تم سے پہلے لوگوں پر مسلط کیا گیا تھا لہٰذا جب کسی جگہ طاعون ہو (اور تم وہاں موجود ہو) تو تم طاعون سے بھاگ کر وہاں سے نہ نکلو اور جب کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں نہ جاؤ۔(مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکہانۃ ونحوہا، ص۱۲۱۶، الحدیث: ۹۴(۲۲۱۸)۹۵)

...(2) ایک اور روایت میں ہے، نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا" طاعون پچھلی امتوں کے عذاب کا بقیہ ہے جب تمہارے شہر میں طاعون واقع ہو تو وہاں سے نہ بھاگو اور دوسرے شہر میں واقع ہو تو وہاں نہ جاؤ۔(مسلم، کتاب السلام، باب الطاعون والطیرۃ والکہانۃ ونحوہا، ص۱۲۱۷، الحدیث: ۹۷(۲۲۱۸))

(3)...ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہا فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ سے طاعون کے بارے میں عرض کی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ طاعون ایک عذاب ہے، اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا ہے یہ عذاب بھیج دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے اہل ایمان

کے لئے رحمت بنایا ہے، کوئی مومن ایسا نہیں جو طاعون میں پھنس جائے لیکن اپنے شہر ہی میں صبر سے ٹھہرا رہے اور یہ سمجھے کہ جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دی ہے اس کے سوا کوئی تکلیف مجھے نہیں پہنچ سکتی، تو اسے شہید کے برابر ثواب ملے گا۔ (بخاری، کتاب احادیث الانبیائ، ۵۶ باب، ۲/۴۶۸، الحدیث : ۳۴۷۴)

نیکی کی دعوت

دو نَشے:

حضرتِ سیِّدُنا مُعاذ بن جَبَل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے پیارے رسول، رسولِ مقبول، سیِّدہ آمِنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گلشن کے مَہَکتے پھول صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمانِ عالیشان ہے: بے شک تم لوگ اپنے ربّ (عزوجل) کی طرف سے دلیل (یعنی ہدایت) پر ہو جب تک تم میں دو نشے ظاہر نہ ہوں، ایک جہالت کا نَشہ دوسرا دُنیوی زندَگی سے مَحَبَّت کا نَشہ۔ پس تم لوگ (ابھی تو): نیکی کا حکم دیتے ہو اور بُرائیوں سے مَنْع کرتے ہو اور اللہ عزوجل کی راہ میں جِہاد کرتے ہو (لیکن) جب تم میں دُنیا کی مَحَبَّت پیدا ہو جائے گی تو تم نہ تو نیکی کا حکم دو گے اور نہ بُرائیوں سے مَنْع کرو گے اور نہ اللہ عزوجل کی راہ میں جِہاد کرو گے۔ پس اُس وقت قراٰن و سنّت کی بات کہنے والا مُہاجِرین اور انصار میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں کی طرح ہوگا۔ (مَجْمَعُ الزَّوائِد ج۷ ص۵۳۲ حدیث ۱۲۱۵۹)

پڑھے لکھوں کی جَہالتیں:

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! افسوس! فی زمانہ یہ دونوں "مذموم نشے" عام دیکھے جارہے ہیں۔ جَہالت کے نَشے میں آج ہماری غالِب اکثرِیَّت بدمست ہے۔ شاید آپ سمجھیں کہ تعلیم تو خوب عام ہو گئی ہے اور جگہ بہ جگہ اسکول اور کالج کُھل چکے ہیں اب جَہالت کہاں رہی ہے؟ تو مُعاف کیجئے دُنیوی تعلیم "جَہالت" کا علاج نہیں۔ صحیح یِہی ہے کہ اسلامی اَحکام پر مبنی فرض عُلُوم حاصِل کرنے ہی سے دِین سے جہالت دُور ہو سکتی ہے۔ فی زمانہ مسلمانوں کی بھاری اکثرِیَّت میں ضَروری دینی معلومات کا بے حد فُقدان (یعنی نہ ہونا) ہے۔ آج دنیا جن لوگوں کو "تعلیم یافتہ" کہتی ہے اُن کی اکثرِیَّت دُرُست مخارِج سی قراٰنِ کریم نہیں

پڑھ سکتی! یہ جَہالت نہیں تو کیا ہے؟ ”پڑھے لکھوں“ سے وُضو اور غسل کا صحیح طریقہ یا نَماز کے اَرکان پوچھ لیجئے شاید ہی کوئی بتا پائے، ان سے جنازے کی دُعا سنانے کی فرمائش کر دیکھئے شاید بغلیں جھانکنے لگیں! افسوس صد کروڑ افسوس! آج کل اکثر مسلمانوں کی توجُّہ صِرف وصِرف دُنیوی تعلیم کی طرف ہے، اِسی کی ہر طرف پذیرائی (یعنی مقبولیت) ہے، ساری دولت وقُوّت اِسی پر صَرف کی جارہی ہے جبکہ دینی تعلیم کے ادارے مُفت پڑھانے، مُفت کھِلانے اور قیام کی مُفت سَہولتیں بہم پہنچانے کے باوُجود ویران پڑے ہیں۔ یقینا یہ سب ”دنیاوی زندگی کے نشے“ کے کرشمے ہیں۔

مجھے دَر پہ پھر بُلا نا مَدَنی مدینے والے　　　مئے عشق بھی پِلا نا مَدَنی مدینے والے

(وسائلِ بخشش ص۲۸۲)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

اَگلوں کی مِثل اَجر

حُضُور نبیِّ کریم، رءُوفٌ رَّحیم علیہ افضل الصلوۃ والتسلیم کا اِرشادِ عظیم ہے: ”بے شک میری اُمّت میں سے بعض لوگ ایسے بھی ہوں گے۔ جو اپنے اگلوں (یعنی صَحابہ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم) کی مِثل اَجر دیئے جائیں گے۔ یُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ وہ بُرائی سے مَنْع کرتے ہوں گے۔“ (مُسندِ اِمام احمد ج۵ ص۵۷٦ حدیث ۱٦۵۹۲)

حضرتِ علّامہ مولانا عبدُالرَّءوف مناوی علیہ رحمۃ اللہ القوی اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالٰی مسلمانوں کی اس قوم کو جن کے ذَرِیعے دِین کو تقوِیّت ملے گی، صَحابہ کرام علیہم الرضوان کی مِثل ثواب عطا فرمائے گا۔ (مُلَخَّص از فَیضُ القدیر ج۱ ص٦۸۰ تحتَ الحدیث ۲۴۸۵)

کوئی مُبلِّغ کسی صَحابی کے برابر ہو ہی نہیں سکتا

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مذکورہ رِوایت سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ بُرائی سے مَنْع کرنے والے مُبلِّغین

کو صَحابۂ کرام علیہم الرضوان سے برابری حاصِل ہو جائے گی ہرگز ایسا نہیں، یہ طے شدہ اَمر ہے کہ صَحابۂ کرام علیہم الرضوان کو جو شَرَفِ صَحابِیّت حاصل ہے اِس کا مُقابلہ غیرِ صَحابی اُمَّتی کو ملنے والی کوئی بھی فضیلت نہیں کر سکتی۔ سرورِ دوعالَم، نورِ مُجَسَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لَاتَسُبُّوْا اَصْحَابِی فَلَوْاَنَّ اَحَدَکُمْ اَنْفَقَ مِثْلَ اُحُدٍ ذَھَبًا مَابَلَغَ مُدَّ اَحَدِھِم وَلَانَصِیْفَہٗ یعنی میرے کسی صحابی کو گالی نہ دو اگر تم میں سے کوئی اُحُد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے تو وہ ان کے ایک یا نِصف مُد کو نہیں پہنچے گا۔ (بخاری ج۲ص۵۲۲ حدیث ۳۶۷۳) مُد ایک پیمانہ ہے جو دو حجازی رَطل کا ہوتا ہے اور رَطل تقریباً آدھے سیر وزن کا ہوتا ہے اور کوئی غیر صَحابی کروڑوں نیکیاں کرکے بھی کسی ایک صَحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا جیسا کہ مکتبۃُ المدینہ کی مطبوعہ "بہارِ شریعت" جلد 1 صَفْحَہ 253 پر صَدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علّامہ مولانا مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ رحمۃ اللہ القوی لکھتے ہیں: "کوئی ولی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کتنے ہی بڑے مرتبے کا ہو، کسی صَحابی رضی اللہ تعالیٰ علیہ کے رُتبے کو نہیں پہنچتا۔" صَفْحَہ 247 پر فرماتے ہیں: حدیث میں ہَمراہیانِ سیِّدُنا اِمام مَہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی نسبت آیا کہ: "اُن میں ایک کے لیے پچاس کا اَجر ہے، صَحابہ (علیہم الرضوان) نے عرض کی: اُن میں کے پچاس کا یا ہم میں کے؟ فرمایا: بلکہ تم میں کے۔" تو اَجر اُن (یعنی سیِّدُنا امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھیوں) کا زائد ہوا، مگر افضیلت میں وہ (لوگ) صَحابہ (علیہم الرضوان) کے ہمسر (یعنی برابر) بھی نہیں ہو سکتے، زِیادَت (یعنی زائد ہونا) دَرکَنار، کہاں امام مَہدی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی رَفاقت (یعنی ساتھی ہونا) اور کہاں حُضُور سیِّدِ عالَم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی صَحابِیَّت! اِس کی نظیر (یعنی مثال) بِلاتَشبِیہ یوں سمجھئے کہ سلطان (یعنی بادشاہ) نے کسی مُہم (یعنی جنگ) پر وزیر اور بعض دیگر افسروں کو بھیجا، اس (جنگ) کی فتح پر ہر افسر کو لاکھ لاکھ روپے اِنعام دیئے اور وزیر کو خالی پروانۂ خوشنودیٔ مزاج دیا تو

انعام اُنھیں (افسروں) کو زائد ملا، مگر کہاں وہ (لاکھ لاکھ روپے پانے والے افسران) اور کہاں (بادشاہ کی خوشنودی کی سند پانے والا) وزیرِ اعظم کا اِعزاز! (بہارِ شریعت ج۱ص۲۴۷، ۲۵۳)

صَحابۂ کرام علیہم الرضوان کی شانِ عَظَمت نشان کو حضرتِ سیِّدُنا امیرِ مُعاوِیَہ (مُ۔عَا۔وِیَہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں منقول ان دوحِکایتوں سے سمجھئے: (1) حضرتِ سیِّدُنا مُعَافی بن عمران علیہ رحمۃ الحنان سے پوچھاگیا: کیا حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ حضرتِ سیِّدنا امیر مُعَاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بہتر ہیں؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جلال آگیا اور فرمانے لگے کہ حُضورِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے صَحابی پر کسی (غیر صَحابی) کو قیاس نہ کیا جائے، حضرتِ سیِّدُنا امیر مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسولِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے کاتبِ وحی اور وحی پر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کے امین ہیں۔ (تاریخِ بغداد ج۱، ص ۲۲۴ و تاریخ دمشق ج۵۹ ص۲۰۸)

(2) کسی نے حضرتِ سیِّدنا عبداللہ بن مبارَک علیہ رحمۃ اللہ الحق سے پوچھا: حضرتِ سیِّدُنا اَمیر مُعاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیِّدنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا: "اللہ عزوجل کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی ہمراہی میں حضرتِ سیِّدُنا اَمیر مُعاوِیَہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھوڑے کی ناک میں داخِل ہونے والا غُبار حضرت سیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز علیہ رحمۃ اللہ الحفیظ سے ہزار گُنا بہتر ہے۔" (فتاویٰ حدیثیہ ص۴۰۱) شیخُ الاسلام حضرتِ علّامہ ابنِ حَجَر ھَیتَمی شافعی علیہ رحمۃ اللہ القوی حِکایت نمبر 2 کی وَضاحت کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ اس سے حضرتِ سیِّدُنا عبداللہ بن مبارَک علیہ رحمۃ اللہ الحق کی مُراد یہ ہے کہ حضرتِ سیِّدُنا اَمیر مُعاوِیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حُضور نبیِّ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی زیارت وصُحبت کا جو شَرَف پایا ہے اس کے برابر کوئی عمل یا شَرَف ہو ہی نہیں سکتا۔ (ایضًا)

ہم کو اَصحابِ محبوبِ خدا سے پیار ہے　　　اِن شاءاللہ دو جہاں میں اپنا بیڑا پار ہے

تکبر:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

دُرُود شریف کی فضیلت

رسولِ نذیر، سِراج منیر، محبوبِ ربِّ قدیر صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمانِ دلپذیر ہے: ذِکرِ الٰہی کی کثرت کرنا اور مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھنا فقر (یعنی تنگدستی) کو دُور کرتا ہے۔ (اَلْقَوْلُ الْبَدِیع ص ۲۷۳)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

دو مدنی پھول:

(۱) بغیر اچھی نیت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا

(۲) جتنی اچھی نیتیں زیادہ، اُتنا ثواب بھی زیادہ

بیان سننے، کرنے کی نیتیں

(۱) نگاہیں نیچی کئے خوب کان لگا کر بیان سنوں گا (۲) علمِ دین کی تعظیم کی خاطر جہاں تک ہو سکا دوزانو بیٹھوں گا (۳) اہم اہم باتیں لکھوں گا (۴) صلو علی الحبیب، اذکر وااللہ، توبوا الی اللہ وغیرہ سن کر ثواب کمانے اور صدا لگانے والوں کی دلجوئی کیلئے ا آواز سے جواب دوں گا (۵) میں بھی نیت کرتا ہوں کہ اللہ عزوجل کی رضا پانے اور ثواب کمانے کیلئے بیان کروں گا (٦) دیکھ کر بیان

کروں گا(۷) نیکی کا حکم دوں گا اور برائی سے منع کروں گا(۸) نظر کی حفاظت کا ذہن بنانے کی خاطر حتی الامکان نگاہیں نیچی رکھوں گا۔

72 مدنی انعامات کے رسالے کی ترغیب

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! پندرہویں صدی کی عظیم علمی و روحانی شخصیت شیخ طریقت امیرِ اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطار قادِری رَضَوی دامت برکاتہم العالیہ نے ہمیں اس پُرفتن دور میں آسانی سے نیکیاں کرنے اور گناہوں سے بچنے کے طریقوں پر مشتمل شریعت و طریقت کا مجموعہ بنام "مَدَنی انعامات" عطافرمائے ہیں۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! مسلمانوں کی دنیا و آخِرت بہتر بنانے کے لئے سوال نامے کی صورت میں اسلامی بھائیوں کے لیے 72مَدَنی انعامات پیش کئے گئے ہیں۔ایک مسلمان کے لئے مَدَنی انعامات پر عمل کس قدر ضروری ہے اس کا اندازہ آپ کو اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ مَدَنی انعامات کا بغور مُطالعہ فرمائیں گے آپ دیکھیں گے کہ ان مَدَنی انعامات میں فرائض و واجبات اور سُنَن و مُستَحَبات پر عمل کی ترغیب کے ساتھ ساتھ کہیں اخلاقِیات کے حُصُول کے مَدَنی پھول خوشبو پھیلا رہے ہیں تو کہیں گناہوں سے بچنے اور آسانی سے نیکیاں کرنے کے طریقے اپنی بَرَکتیں لٹا رہے ہیں۔ترغیب و تحریص کے لیے ان مَدَنی انعامات میں سے ایک کے فضائل پیش کرنے کی سعادت حاصل کروں گا۔اگر مکمل توجہ کیساتھ شرکت رہی تو ان شاء اللہ عزوجل آپ کا دل مَدَنی انعامات پر عَمَل کرنے لے لئے بے قرار ہو جائے گا۔

شیخ طریقت امیر اہلسنت دامت برکاتہم العالیہ مَدَنی انعام نمبر 38 میں فرماتے ہیں

(38) کیا آج آپ جھوٹ ،غیبت ،چغلی ،حسد ،تکبر اور وعدہ خلافی سے بچنے میں کامیاب ہوئے؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! جہنم میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک تکبُّر بھی ہے، اور یہ ایسا مُوذی مرض ہے کہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اِس کے اختیار کرنے والوں کو دُنیا میں ہی ایسا ذلیل و خوار کرتا ہے کہ اُن کا نام بطور مذمت لیا جاتا ہے۔ جیسا کہ فرعون، نمرود، قارون اور شیطان۔ لہٰذا ہمیں اِس دنیا میں جیتے جی پیوندِ زمین ہو جانا چاہیے اور عاجزی و انکساری کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لینا چاہیے، کیونکہ جو عاجزی اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اُسے بُلندی عطا کرتا ہے۔ آج آپ کے سامنے تکبر کے متعلق کچھ مدنی پھول پیش کروں گا، سب سے پہلے تکبر سے متعلق ایک حکایت بیان کروں گا، پھر تکبر کی تعریف، تباہ کاریاں، علامات اور اِس کے مُختلف انداز بیان کروں گا، اُس کے بعد تکبر سے جنم لینے والی بُرائیوں کی نشاندہی اور اسباب و علاج آپ کے گوش گزار کروں گا اور اگر علاج کارگر نہ ہوا تو ایک مشورہ بھی عرض کروں گا۔ آئیے سب سے پہلے حکایت سُنتے ہیں

میں اِس سے بہتر ہوں

اللہ عَزَّوَجَلَّ نے حضرتِ سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام کی تخلیق (یعنی پیدائش) کے بعد تمام فرشتوں اور اِبلیس (شیطان) کو حکم دیا کہ اِن کو سجدہ کریں تو تمام فرشتوں نے حکمِ خداوندی کی تعمیل میں سجدہ کیا۔1 فرشتوں میں سے سب سے پہلے سجدہ کرنے والے حضرتِ سیّدُنا جبرائیل پھر حضرتِ سیّدُنا میکائیل، حضرتِ سیّدُنا اِسرافیل پھر حضرتِ سیّدُنا عِزرَائیل پھر دیگر مقرَّب فرشتے (علیہم السلام) تھے۔2 یہ سجدہ جمعہ کے روز وقتِ زوال سے عَصر تک کیا گیا۔3 مگر اِبلیس نے انکار کر دیا اور تکبُّر کر کے کافروں میں سے ہو گیا۔4 جب ربِّ اعلیٰ عَزَّوَجَلَّ نے اِبلیس سے اُس کے اِنکار کا سبب دریافت فرمایا تو اکڑ کر کہنے لگا:

ترجمۂ کنزالایمان: میں اِس سے بہتر ہوں تُو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اِس سے اِبلیس کی فاسِد مُراد یہ تھی کہ اگر حضرتِ سیِّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام آگ سے پیدا کئے جاتے اور میرے برابر بھی ہوتے جب بھی میں انہیں سجدہ نہ کرتا چہ جائیکہ ان سے بہتر ہو کر اِن کو سجدہ کروں (معاذ اللّٰہ عَزَّوَجَلَّ)۔ اِبلیس کی اِس سر کشی، نافرمانی اور تکبُّر پر اُس کی حسین صورت ختم ہو گئی اور وہ بد شکل رُوسیاہ ہو گیا، اُس کی نُورانیت سَلب کر لی گئی۔ [۵] رَبُّ العزت جل جلالہ نے اِبلیس کو اپنی بارگاہ سے دُھتکارتے ہوئے اِرشاد فرمایا:

ترجمۂ کنزالایمان: تو جنّت سے نکل جا کہ تُو راندھا (لعنت کیا) گیا اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

تَکَبُّر نے کہیں کا نہ چھوڑا!

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ کس طرح تکبُّر کے باعث اِبلیس (یعنی شیطان) کو اپنے اِیمان سے ہاتھ دھونے پڑے! شیطان جس کا نام پہلے عزازِیل تھا، [۱] اِبتدا ہی سے سرکش و نافرمان نہ تھا بلکہ اُس نے ہزاروں سال عبادت کی، جنت کا خزانچی رہا، [۲] یہ جن تھا [۳] مگر اپنی عبادت و رِیاضت اور عِلمیّت کے سبب مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت یعنی فرشتوں کا اُستاذ بن گیا اور اس قدر مقرَّب تھا کہ بارگاہِ خداوندی میں ملائکہ کے پہلو بہ پہلو حاضر ہوتا تھا۔ مگر چند گھڑیوں کے تکبُّر نے اُسے کہیں کا نہ چھوڑا! حکمِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کی نافرمانی کی وجہ سے اُس کی برسوں کی عبادتیں اکارت (یعنی بے کار) اور ہزاروں سال کی رِیاضتیں پامال ہو گئیں، ذلّت و رُسوائی اُس کا مقدّر بنی، ہمیشہ ہمیشہ کے لئے لعنت کا طوق اُس کے گلے پڑ گیا اور وہ جہنّم کے دائمی (یعنی ہمیشہ ہمیشہ کے) عذاب کا مستحق ٹھہرا۔ (اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! معلوم ہوا کہ تکبر کس قدر خطرناک بیماری ہے ہمیں ہر وقت اِس سے بچنے

کوشش کرنی چاہیے۔ آئیے اِس خطرناک بیماری سے بچنے کیلئے اِس کی تعریف سُنتے اور سمجھتے ہیں۔

تَکَبُّر کسے کہتے ہیں؟

خُود کو افضل، دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبُّر ہے۔ چنانچہ رسولِ اکرم نُورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم نے اِرشاد فرمایا: "اَلْکِبْرُ بَطَرُ الْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔" (صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب تحریم الکبر وبیانہ، الحدیث: ۹۱، ص۶۱)

مدینہ: جس کے دل میں تکبُّر پایا جائے اُسے "مُتکبِّر" کہتے ہیں۔

تَکَبُّر کرنے والے کی مثال

آئیے اِسے مثال کے ذریعے سمجھتے ہیں:

تکبُّر کرنے والے کی مثال ایسی ہے کہ کوئی غُلام بغیر اِجازت بادشاہ کا تاج پہن کر اُس کے شاہی تخت پر براجمان ہو جائے، تو جس طرح یہ غُلام بادشاہ کی طرف سے سخت سزا پائے گا بالکل اِسی طرح "صفتِ کبر" میں شرکت کی مذموم کوشش کرنے والا شخص اللہ عَزَّوَجَلَّ کی جانب سے سزا کا مستحق ہو گا۔ چنانچہ نبیِّ اکرم نُورِ مجسَّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: رب عَزَّوَجَلَّ اِرشاد فرماتا ہے: "کبریائی میری چادر ہے، لہٰذا جو میری چادر کے مُعاملے میں مجھ سے جھگڑے گا میں اُسے پاش پاش کردوں گا۔" (المستدرک للحاکم، کتاب الایمان، باب اھل الجنۃ المغلوبون...الخ، الحدیث: ۲۱۰، ج۱، ص۲۳۵)

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! رب تعالیٰ کا کبریائی کو اپنی چادر فرمانا ہمیں سمجھانے کے لئے ہے کہ جیسے ایک چادر کو دو نہیں اَوڑھ سکتے، یونہی عظمت وکبریائی سوائے میرے دوسرے کے لیے نہیں ہوسکتی۔ (ماخوذ از مراٰۃ المناجیح، ج۶، ص۶۵۹)

تَکَبُّر کے نقصانات

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اِس خطرناک بیماری کے کثیر دنیوی واُخروی نقصانات بھی ہیں۔ آئیے توجہ

کے ساتھ سُنتے اور عبرت کے مدنی پھُول چُنتے ہیں :

اللہ تعالیٰ کا ناپسندیدہ بندہ

اللہ تبارک و تعالیٰ تکبُّر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا جیسا کہ پارہ 14 سورۃُ النحل آیت نمبر 23 میں اِرشاد ہوتا ہے :

ترجمۂ کنزالایمان : بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! سُنا آپ نے اللہ عزوجل تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتا۔لہٰذا ہر مسلمان کا اِس بُری عادت سے بچنا ضروری ہے۔نبی کریم ، رئوف الرحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے بھی اس مہلک مرض سے بچنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

شَہَنشاہِ خوش خِصال، پیکرِ حُسن وجمال صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کافرمانِ عبرت نشان ہے :" اللہ عَزَّوَجَلَّ مُتکبرین (یعنی مغروروں) اور اِترا کر چلنے والوں کو ناپسند فرماتا ہے۔"

قیامت میں رُسوائی

اِسی طرح ایک اور حدیث پاک میں آیا کہ تکبر کرنے والوں کو قیامت کے دن ذلّت و رُسوائی کا سامنا ہو گا۔

چنانچہ دو جہاں کے تاجْوَر، سلطانِ بَحرو بَر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کافرمانِ عبرت نشان ہے : "قیامت کے دن متکبرین کو انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی مانند اٹھایا جائے گا، ہر جانب سے ان پر ذلّت طاری ہو گی، انہیں جہنم کے "بُولَس" نامی قید خانے کی طرف ہانکا جائے گا اور بہت بڑی آگ انہیں اپنی لپیٹ میں لیکر ان پر غالب آجائے گی، انہیں "طِیْنَۃُ الْخَبَالِ یعنی جہنمیوں کی پیپ" پلائی جائے گی۔" (جامع الترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب ماجاء فی شدۃ...الخ، الحدیث : ۲۵۰۰، ج۴، ص۲۲۱)

اِس تَکَبُّر کا کیا حاصل!

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ذرا سوچئے کہ اِس تکَبُّر کا کیا حاصل! محض لذّتِ نفس، وہ بھی چند لمحوں کے لئے! جبکہ اِس کے نتیجے میں اللہ و رسول عزوجل و صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلّم کی ناراضی، مخلوق کی بیزاری، میدانِ محشر میں ذلّت ورُسوائی، رب عَزَّوَجَلَّ کی رحمت اور اِنعاماتِ جنّت سے محرومی اور جہنّم کا رہائشی بننے جیسے بڑے بڑے نقصانات کا سامنا ہے !اب فیصلہ ہمارے ہاتھ میں ہے کہ چند لمحوں کی لذّت چاہئے یا ہمیشہ کے لئے جنت! میدانِ محشر میں عزّت چاہئے یا ذلّت! یقیناً ہم خسارے(یعنی نقصان) میں نہیں رہنا چاہیں گے تو ہمیں چاہئے کہ اپنے اندر اِس مرضِ تکَبُّر کی موجودگی کا پتا چلائیں اور اِس کے عِلاج کے لئے کوشاں ہوجائیں۔ہر باطِنی مرض کی کچھ نہ کچھ علامات ہوتی ہیں، آیئے! سب سے پہلے ہم تکَبُّر کی علامات کے بارے میں جانتے ہیں پھر سنجیدگی سے اپنا مُحاسَبَہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔یاد رہے! تکَبُّر کی معلومات حاصل کرنے کا مقصد اپنی اِصلاح ہو نہ کہ دیگر مسلمانوں کے عُیُوب جاننے کی جستجو، خبردار! اپنی ناقِص معلومات کی بنا پر کسی بھی مسلمان پر خواہ مخواہ مُتکَبِّر ہونے کا حکم نہ لگایئے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃالرّحمٰن فرماتے ہیں: لاکھوں مسائل واحکام، نیّت کے فرق سے تبدیل ہوجاتے ہیں۔(فتاوٰی رضویہ، ج۸، ص۹۸)

یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ اِن علامات کو محض ایک مرتبہ سُننا اور سرسری طور پر اپنا جائزہ لے لینا ہی کافی نہیں کیونکہ نفس وشیطان کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہم ان علامات کو اپنے اندر تلاش کرکے تکَبُّر کا عِلاج کرنے میں کامیاب ہوجائیں، لہٰذا! علاماتِ تکبر کو بار بار پڑھ کر سُن کر خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے پھر اپنا مسلسل مُحاسَبَہ جاری رکھئے تو کامیابی کی راہ ہموار ہوجائے گی۔

تَکَبُّر کی علامات

علامت: اِس بات کو پسند کرنا کہ لوگ مجھے دیکھ کر تعظیماً کھڑے ہو جائیں تاکہ دوسروں پر میری شان و شوکت کا اِظہار ہو۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۵۸۳)

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول : اگر کوئی لوگوں کے کھڑے ہونے کو اِس لئے پسند کرتا ہے کہ کم عِلم (جاہِل) لوگوں کو اُس کی حیثیت کا عِلم ہو جائے اور وہ دین کے معاملے میں اُس کی نصیحت کو قبول کریں، تکبر کا نام و نشان بھی دل میں نہ ہو تو ایسا شخص متکبر نہیں ہے کیونکہ اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے، آدمی کے لئے وہی ہے جس کی اُس نے نیّت کی اور نیتوں کا حال اللہ عَزَّوَجَلَّ جانتا ہے۔ مگر یہ بہت مشکل کام ہے لہٰذا ! ایسے شخص کو اپنے دل پر ایک سو بارہ بار غور کر لینا چاہئے ایسا نہ ہو کہ نفس و شیطان اُسے دھوکے میں مبتَلا کر کے ہلاکت کے جنگل میں پہنچا دیں ۔(الحدیقۃ الندیۃ، ج۱، ص۵۸۳)

علامت: یہ چاہنا کہ اسلامی بھائی میری تعظیم کی خاطر میرے سامنے باادب کھڑے رہیں تاکہ لوگوں میں میرا مقام و مرتبہ ظاہر ہو(ایضاً)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

اپنا ٹھکانہ جہنَّم میں بنا لے

سیِّدُ المُرسَلین، خاتمُ النبیین، جنابِ رحمۃٌ لِّلعٰلَمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم کا فرمانِ عبرت نشان ہے : ''جس کی یہ خوشی ہو کہ لوگ میری تعظیم کے لیے کھڑے رہیں، وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنائے۔'' (جامع الترمذی، کتاب الادب، الحدیث : ۲۷۶۴، ج۴، ص۳۴۷)

علامت: کہیں آتے جاتے وقت یہ خواہِش رکھنا کہ میرا کوئی شاگرد یا مُرید یا عقیدت مند یا کوئی

رفیق برابر یا پیچھے پیچھے چلے تا کہ لوگ مجھے مُعزّز سمجھیں۔(الحدیقۃ الندیۃ،ج ۱،ص ۵۸۴)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

دُوری میں اِضافہ ہوتا رہتا ہے

حضرتِ سیِّدُنا ابو دَرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں : ’’جب کسی آدمی کے پیچھے چلنے والے ہوں اللہ تعالیٰ سے اس کی دُوری میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔‘‘ (احیاء علوم الدین،کتاب ذم الکبر والعجب،ج ۳،ص ۴۳۴)

مَدَنی پھول: کبھی انسان کی عادت میں یہ شامل ہوتا ہے کہ چلنے میں اُس کے ساتھ کوئی نہ کوئی ضرور ہو اِس لئے کہ تنہا جانے میں اُسے وحشت ہوتی ہے یا اکیلے جانے میں دشمن کا خوف ہے کہ وہ اَذِیَّت و نقصان پہنچائے گا تو ایسی صورت میں کسی کو ساتھ لے لینا تکبر میں داخِل نہیں۔(الحدیقۃ الندیۃ،ج ۱،ص ۵۸۴)

علامت: کسی سے ملاقات کے لئے خود چل کر جانے میں ذلّت سمجھنا،اِس بات کو پسند کرنا کہ دوسرا مجھ سے ملنے آئے۔(ایضاً)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول : اگر کوئی اپنی دینی یا دنیاوی مصروفیات کے سبب لوگوں سے ملاقات کرنے نہیں جاتا یا اِس لئے نہیں ملتا کہ غیبت وغیرہ گناہوں میں مبتَلا ہونے کا اندیشہ ہے یا سامنے والے پر اُس کی ملاقات گراں گزرے گی تو ایسا کرنا تکبر نہیں اوران وجوہات کی بِناء پر ملاقات نہ کرنا مذموم (یعنی قابلِ مذمّت) بھی نہیں ہے۔(ایضاً)

علامت : بظاہر کسی کم تر اِسلامی بھائی کا برابر آکر بیٹھ جانا اِس لئے ناگوار گزرنا کہ میں اِس سے افضل ہوں، یہ بھی تکبُّر میں داخِل ہے۔

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

دیہاتیوں کو نیچے نہ بیٹھنے دیا

محدِّث اعظم پاکستان حضرت علّامہ مولانا محمد سردار احمد قادری علیہ رحمۃ اللہ القوی کی خدمت میں دو دیہاتی ایک مسئلہ پوچھنے کے لئے حاضر ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس وقت چارپائی پر جلوہ گر تھے، دیہاتیوں نے آپ کے علمی مقام کا پاس کرتے ہوئے زمین پر بیٹھنا چاہا مگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عاجزی کرتے ہوئے اُن دیہاتیوں کو اِصرار کرکے نہ صرف چارپائی پر بیٹھایا بلکہ اپنی چارپائی کے سرہانے کی طرف بٹھایا حکم کی تعمیل کے لئے انہیں آپ کے برابر بیٹھنا پڑا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان کے مسئلہ کا جواب مرحمت فرمایا۔ (حیات محدّث اعظم، ص ۱۹۳)

علامت: مریضوں، معذوروں اور غریبوں کو حقیر جانتے ہوئے ان کے پاس بیٹھنے سے اجتناب کرنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت: اپنے ماتحت یا کسی اور اِسلامی بھائی کو حقیر جان کر اُس سے مُصَافَحہ کرنے کو ناپسند کرنا، اگر ہاتھ مِلانا ہی پڑ جائے تو طبیعت پر گِراں (یعنی ناگوار) گزرنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت: کسی معظّمِ دینی کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونے کو گوارا نہ کرنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت: اپنے لباس، اُٹھنے بیٹھنے اور گفتگو میں امتیاز چاہنا تاکہ دوسروں کو نیچا دکھا سکے۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت: اپنا قُصُور ہوتے ہوئے بھی غَلَطی تسلیم نہ کرنا اور مُعافی مانگنے کے لئے تیّار نہ ہونا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت : کسی کی نصیحت یا مشورہ قبول کرنے میں ذِلّت محسوس کرنا۔(احیاء علوم الدین، ج ۳، ص ۴۲۲)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

سولہویں علامت : ہر وقت دوسروں کے مقابلے میں اپنی برتری کے پہلو تلاش کرتے رہنا۔

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت : اپنے گھر کے کام کاج کرنے ، بازار سے سودا سلف اُٹھا کر لانے کو کسرِ شان سمجھنا۔

مُحَاسَبَہ: کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

مَدَنی پھول : اگر مرض ،تکلیف ،سستی یا بڑھاپے کی وجہ سے گھر کے کام کاج میں ہاتھ نہیں بٹاتا تو ایسے شخص پر کوئی الزام نہیں۔ (الحدیقۃ الندیۃ، ج ۱، ص ۵۸۶)

علامت: کم قیمت لباس پہننے میں شرم محسوس کرنا کہ لوگ کیا کہیں گے (ایضاً)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

علامت : امیروں کی دعوت میں پورے اہتمام سے شریک ہونا اور غریبوں کی دعوت کو سرے سے قبول ہی نہ کرنا (ایضاً)

مُحَاسَبَہ : کہیں ہم بھی تو ایسے نہیں؟

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللّٰہُ تعالٰی علٰی محمَّد

تکبُّر کے مختَلِف انداز

تکبُّر کا اِظہار کبھی تو انسان کی حَرَکات وسَکَنات سے ہوتا ہے جیسے منہ پُھلانا ، ناک چڑھانا ، ماتھے پر بَل ڈالنا ، گھورنا ، سر کو ایک طرف جھکانا ، ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھنا ، ٹیک لگا کر کھانا ، اکڑ کر چلنا وغیرہ اور کبھی گفتگو سے مثلاً یہ کہنا : ''کیچوے کی اولاد ! تم میرے سامنے زبان چلاتے ہو ، تمہاری یہ ہمت

کہ مجھے جواب دیتے ہو" وغیرہ وغیرہ۔ الغرض مختلف اَحوال، اَقوال اور اَفعال کے ذریعے تکبُّر کا اظہار ہوسکتا ہے، پھر بعض متکبرین میں اِظہار کے تمام انداز پائے جاتے ہیں اور کچھ متکبرین (مُ۔تَ۔کَبْ۔بِرین) میں بعض۔ لیکن یاد رہے کہ یہ تمام باتیں اُسی وقت تکبُّر کے زُمرے میں آئیں گی جبکہ دل میں تکبُّر موجود ہو محض ان چیزوں کو تکبُّر نہیں کہا جاسکتا۔(ماخوذ از احیاء العلوم، ج ۳، ص ۴۳۴)

تکبُّر کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بُرائیاں

تکبر ایسا مُہْلِک (مُہْ۔لِک) مرض ہے کہ اپنے ساتھ دیگر کئی برائیوں کو لاتا ہے اور کئی اچھائیوں سے آدمی کو محروم کردیتا ہے۔ چُنانچِہ حجۃ الاسلام حضرتِ سیِّدُنا امام محمد بن محمد غزالی علیہ رحمۃ اللہ الوالی لکھتے ہیں: "متکبر شخص جو کچھ اپنے لئے پسند کرتا ہے اپنے مسلمان بھائی کے لئے پسند نہیں کرسکتا، ایسا شخص عاجزی پر بھی قادر نہیں ہوتا جو تقویٰ وپرہیزگاری کی جڑ ہے، کینہ بھی نہیں چھوڑ سکتا، اپنی عزت بچانے کے لئے جھوٹ بولتا ہے، اس جھوٹی عزت کی وجہ سے غصہ نہیں چھوڑ سکتا، حسد سے نہیں بچ سکتا، کسی کی خیر خواہی نہیں کرسکتا، دوسروں کی نصیحت قبول کرنے سے محروم رہتا ہے، لوگوں کی غیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے الغرض متکبر آدمی اپنا بھرم رکھنے کے لئے ہر برائی کرنے پر مجبور اور ہر اچھے کام کو کرنے سے عاجز ہوجاتا ہے۔" (احیاء العلوم، ج ۳، ص ۴۲۳ ملخصًا)

تکبُّر سے جان چُھڑا لیجئے

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اِس گناہ کی تعریف، تباہ کاریاں، بعض علامتیں جاننے اور مسلسل غور وفکر کے بعد اپنے اندر تکبُّر کی موجودگی کا انکشاف ہونے کی صورت میں فوری طور پر عِلاج کی کوششیں کرنا ہم پر لازِم ہے۔ یقینا نفس وشیطان اپنا سارا زور لگائیں گے کہ "ہم سُدھرنے نہ پائیں"، لیکن سوچئے تو سہی کہ آخر ہم کب تک نفس وشیطان کے سامنے چاروں شانے چِت ہوتے رہیں گے! کب تک ہم خوابِ خرگوش کے مزے لیتے رہیں گے! قبر میں میٹھی نیند سونے کے لئے ہمیں آج ہی بیدار

ہونا پڑے گا۔اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ ربِّ العزّت مَکّی مَدَنی مصطفٰے صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم کی بارگاہِ بے کس پناہ میں نفس وشیطٰن کے خلاف یوں فریاد کرتے ہیں ؎

سرورِ دیں لیجئے اپنے ناتُوانوں کی خبر　　نفس وشیطاں سیِّدا کب تک دباتے جائیں گے

"عِلاجِ تکبُّر" کے آٹھ حروف کی نِسبت سے تکبر پر اُبھارنے والے 8 اَسباب اور اُن کا عِلاج

ہر مرض کے عِلاج کے لئے اُس کے اَسباب کا جاننا بہت ضروری ہے 'بنیادی طور پر دل میں تکبُّر اسی وقت پیدا ہوتا ہے جب آدمی خود کو بڑا سمجھے اور اپنے آپ کو وہی بڑا سمجھتا ہے جو اپنے اندر کسی کمال کی بُو پاتا ہے 'پھر وہ کمال یا تو دینی ہوتا ہے جیسے علم وعمل وغیرہ اور کبھی دُنیوی مثلاً مال ودولت اور طاقت ومنصب وغیرہ 'یوں تکبُّر کے کم از کم 8 اَسباب ہیں :(۱)عِلم (۲)عبادت (۳)مال ودولت(۴)حسب ونَسَب (۵)عہدہ ومَنصَب(۶)کامیابیاں(۷)حُسن وجمال(۸)طاقت وقوت۔(احیاء علوم الدین'ج۳'ص۴۲۶ تا ۴۳۳ ملخصًا)

عِلم

عِلمِ دین سیکھنا سکھانا بہت بڑی سعادت ہے اور اپنی ضرورت کے بقدر اس کا حاصل کرنا فرض بھی ہے مگر بعض اوقات انسان کثرتِ عِلم کی وجہ سے بھی مَعَاذَ اللہ تکبُّر کی آفت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور کم عِلم اِسلامی بھائیوں کو حقیر جاننے لگتا ہے۔بات بات پر انہیں جھاڑنا 'وہ کوئی سوال پوچھ بیٹھیں تو ان کی کم علمی کا اِحساس دلا کر ذلیل کرنا 'انہیں "جاہِل" اور "گنوار" جیسے بُرے القابات سے یاد کرنا اُس کی عادت بن جاتا ہے۔

عِلم سے پیدا ہونے والے تکبر کے عِلاج

ایسے اِسلامی بھائیوں کو "مُعَلِّمُ الْمَلَکُوت" کے مَنصَب تک پہنچنے والے (یعنی شیطان) کا اَنجام یاد

لینا چاہئے جس نے اپنے آپ کو حضرت سیّدُنا آدم صَفِیُّ اللّٰہ عَلٰی نَبِیِّناوَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلام سے افضل قرار دیا تھا مگراُسے اِس تکبُّر کے نتیجے میں کیاملا! ڈرنا چاہئے کہ کہیں یہ تکبُّر ہمیں بھی عذابِ جہنَّم کا حقدار نہ بنادے۔

گرتُو ناراض ہوا میری ہلاکت ہو گی
ہائے میں نارِ جہنَّم میں جلوں گا یارب

خود کو حقیر سمجھنے کا طریقہ

زیورِعلم سے آراستہ اسلامی بھائی دوسروں کو حقیر اور خود کو افضل سمجھنے کے شیطانی وار سے بچنے کے لئے یہ مَدَنی سوچ اپنالے کہ اگر اپنے سے کم عمر کو دیکھے تو اسے اپنے سے یہ خیال کرکے افضل سمجھے کہ اس کی عمر تھوڑی ہے' اس کے گناہ بھی مجھ سے کم ہوں گے' اس لئے مجھ سے بہتر ہے اور اگر اپنے سے کسی بڑے کو دیکھے تو اس کو بھی خود سے بہتر سمجھے اور یہ جانے کہ اس کی عمر مجھ سے زیادہ ہے' اس نے نیکیاں بھی مجھ سے زیادہ کی ہوں گی' اور اگر ہم عمر کو دیکھے تو اس کے بارے حُسنِ ظن رکھے کہ یہ اِطاعت' عبادت اور نیکی میں مجھ سے بہتر ہے' اگر اپنے سے کم علم یا جاہل کو دیکھے تو اس کو بھی اپنے سے بہتر سمجھے کہ یہ اپنی جہالت وکم علمی کی وجہ سے گناہ کرتا ہے اور میں عِلم رکھنے کے باوُجُود گناہ میں گرفتار ہوں اس لئے یہ جاہِل تو مجھ سے زیادہ عذر والا ہے یعنی اِس کے پاس تو عِلم کے نہ ہونے کی وجہ سے جہل کا عذر ہے میں کونسا عذر پیش کروں گا! اور اگر خود سے زیادہ علم والے کو دیکھے تو اس کو بھی خود سے بہتر سمجھے اور یہ جانے کہ اس کا علم زیادہ ہے لہٰذا تقویٰ اور علم کی وجہ سے عبادات بھی زیادہ ہوں گی اس لئے کہ اسے معلوم ہے کہ کس کس عبادت کا اجر و ثواب زیادہ ہے! کون کون سے اعمال کا درجہ بلند ہے! اس نے نیکیاں بھی اپنے علم کی وجہ سے زیادہ جمع

کرلی ہوں گی اور علم کی فضیلت کی وجہ سے جو بخشش و عطا ہوگی وہ اس کے نصیب میں ہوگی' اگر کسی کافر کو دیکھے تو اگرچہ اسے حقیر جاننے میں شرعاً کوئی حرج نہیں مگر اپنے دل سے تکبُّر کا صفایا کرنے کے لئے اسے بھی بحیثیت انسان کے خود سے حقیر اور کم تر نہ جانے' کافر کو دیکھ کر اپنے اندر اس طرح عاجزی پیدا کرے کہ اس وقت یہ کافر ہے اور میں مومن' لیکن کیا معلوم کہ یہ توبہ کرلے اور آخری وقت میں مسلمان ہو جائے یوں اس کا خاتمہ ایمان پر ہو جائے اور یہ بخشش و نجات کا مستحق بن جائے جبکہ میں ساری عمر ایمان پر گزار کر ممکن ہے اپنی موت سے پہلے کوئی ایسا کام کر بیٹھوں کہ میرا ایمان جاتا رہے اور میرا خاتمہ کفر پر ہو! حدیث پاک میں ہے: اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ یعنی اَعمال کا دارومدار خاتمے پر ہے۔"(صحیح البخاری الحدیث۶۶۰۷،ج۴،ص۲۷۴) مُفَسِّرِ شہیر حکیم الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان علیہ رحمۃ الحنّان اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: "یعنی مرتے وقت جیسا کام ہوگا ویسا ہی انجام ہوگا لہٰذا چاہیے کہ بندہ ہر وقت ہی نیک کام کرے کہ شاید وہ اس کا آخری وقت ہو۔(مرآۃ المناجیح،ج۱،ص۹۵)

میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! اللہ عَزَّوَجَلَّ بے نیاز ہے اُس کی" خفیہ تدبیر" کو کوئی نہیں جانتا'کسی کو بھی اپنے عِلم یا عبادت پر ناز نہیں کرنا چاہیۓ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تکبّر کی نُحُوست کی وجہ سے مرنے سے پہلے ہمارا اِیمان سَلب ہو جائے اور معاذ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہمارا خاتمہ کُفر پر ہو' اگر خدا نخواستہ ایسا ہوا تو عِلم کے دفینے اور عبادتوں کے خزینے ہمارے کچھ کام نہ آئیں گے۔

مسلماں ہے عطّاؔر تیری عطا سے
ہو اِیمان پر خاتِمہ یاالٰہی

عبادت وریاضت

علم سے بھی بڑھ کر جو چیز تکبُّر کا باعث بن سکتی ہے وہ کثرتِ عبادت ہے مثلاً کسی اِسلامی بھائی کو فرض عبادات کے ساتھ ساتھ نوافِل مثلاً تہجد ٗاِشراق وچاشت ٗاوّابین کے نوافل ٗروزانہ تلاوتِ قراٰن ٗنفلی روزے رکھنے ٗذکرواَذکار اور دیگر وظائف کرنے کی سعادت میسر ہو تو وہ بعض اوقات دیگر اِسلامی بھائیوں کو جو نفلی عبادت نہیں کر پاتے ٗحقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے جس کا بعض اوقات زَبان سے اور کبھی اِشاروں کنایوں سے اِظہار بھی کر بیٹھتا ہے۔

عبادت سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

ایسے اِسلامی بھائی کو یہ بات اپنے دل ودماغ میں بٹھا لینی چاہئے کہ اگر وہ نفلی عبادتیں کرتا بھی ہے تو اِس میں اُس کا کیا کمال! یہ تو اللہ عَزَّوَجَلَّ کا کرم ہے کہ اسے عبادت کی توفیق عطا فرمائی نیز عبادت وہی مُفید ہے جس میں شرائطِ ادا کے ساتھ ساتھ شرائطِ قبولیت مثلاً نیّت کی دُرُستی وغیرہ بھی پائی جائیں اور وہ مفسِدات (یعنی فاسِد کر دینے والی چیزوں) سے بھی محفوظ رہے۔ کیا خبر کہ جن عبادتوں پر وہ اِترا رہا ہے شرائط کی کمی کی وجہ سے بارگاہِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ میں مقبول ہی نہ ہوں! یا پھر تکبّر کی وجہ سے ان کا ثواب ہی جاتا رہے ٗبلکہ وہ تکبّر کی وجہ سے ہوسکتا ہے بجائے جنت کے جہنّم میں پہنچ جائے۔

(۳) مال ودولت

تکبُّر کا ایک سبب مال ودولت اور دنیاوی نعمتوں کی فراوانی بھی ہے۔ جس کے پاس کار ٗبنگلہ ٗبینک بیلنس اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر ہوں وہ بعض اوقات تکبُّر کی آفت میں مبتَلا ہو جاتا ہے پھر اُسے غریب لوگ زمین پر رینگنے والے کیڑے مکوڑوں کی طرح حقیر دکھائی دیتے ہیں (مگر جسے اللہ تعالیٰ بچائے)۔ بسااوقات اس قسم کے مُتکبّرانہ جملے اس کے منہ سے نکلتے سُنائی دیتے ہیں: ''تم میرے

منہ لگتے ہو ! تمہارے جیسے لوگ تو میری جُوتیاں صاف کرتے ہیں ' میں ایک دن میں اتنا خرچ کرتا ہوں جتنا تمہارا سال بھر کا خرچ ہے۔"

مال ودولت سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

مال و دولت کی کثرت کے باعث پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج یوں ہو سکتا ہے کہ انسان اِس بات کا یقین رکھے کہ ایک دِن ایسا آئے گا کہ اُسے یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ دُنیا سے جانا ہے ،کفن میں تھیلی ہوتی ہے نہ قبر میں تجوری' پھر قبر کو نیکیوں کا نُور روشن کرے گا نہ کہ سونے چاندی کی چمک دمک !الغرض یہ دولت فانی ہے اور ہِرتی پھرتی چھاؤں ہے کہ آج ایک کے پاس تو کل کسی دوسرے کے پاس اور پرسوں کسی تیسرے کے پاس آج کا صاحبِ مال کل کنگال اور آج کا کنگال کل مالامال ہو سکتا ہے ،تو ایسی ناپائیدار شے کی وجہ سے تکبُّر میں مبتَلا ہو کر اپنے رب عَزَّوَجَلَّ کو کیوں ناراض کیا جائے !

(۴) حَسَب ونَسَب

تکبُّر کا ایک سبب حسب ونَسَب بھی بنتا ہے کہ انسان اپنے آباؤ اجداد کے بل بوتے پر اکڑتا اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔

حسب ونسب کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

دوسروں کے کارناموں پر گھمنڈ کرنا جہالت ہے ،کسی شاعر نے کہا ہے :

لَئِنْ فَخَرْتَ بِآبَائٍ ذَوِي شَرَفٍ لَقَدْ صَدَقْتَ وَلٰكِنْ بِئْسَ مَاوَلَدُوْا

ترجمہ : تمہارا اپنے عزّت وشرف والے باپ 'دادا پر فخر کرنا تو دُرُست ہے لیکن انہوں نے تجھ جیسے کو جنم دے کر برا کیا۔(یعنی تیرے آباء نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیے مگر تیرے جیسا ناخَلَف(جو دوسروں کے کارناموں پر فخر کرکے نام کماتا ہے) کو جنم دے کر بہت برا کام کیا ہے)

پشتیں جہنّم میں جائیں گی

سلطانِ اِنس و جان، رحمتِ عالمیان، سرورِ ذیشان صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "موسیٰ کے زمانے میں دو آدمیوں نے باہم فخر کیا، ان میں سے ایک (جو کہ کافر تھا) نے کہا "میں فلاں کا بیٹا فلاں ہوں" اس طرح وہ نو پشتیں شمار کر گیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرتِ سیِّدُنا موسیٰ علیٰ نبیِّنا وعلیہ الصلوۃ والسلام کی طرف وحی بھیجی کہ "اس سے فرما دیجئے کہ وہ نو کی نو پشتیں (کفر کی وجہ سے) جہنّم میں جائیں گی اور تم ان کے ساتھ دسویں ہو گے۔" (المعجم الکبیر، الحدیث ۲۸۵، ج۲۰ ص۱۴۰، ملخصًا)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

(۵) حُسن وجمال

تکبُّر کا پانچواں سبب حُسن وجمال ہے کہ بعض اوقات انسان اپنی خوبصورتی کی وجہ سے متکبر ہو جاتا ہے، کسی کا رنگ گورا ہے تو وہ کالے رنگ والے کو، کوئی قد آور ہے تو وہ چھوٹے قد والے کو، کسی کی آنکھیں بڑی بڑی ہیں تو وہ چھوٹی آنکھوں والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔ عُمُوماً یہ بیماری مردوں کی نسبت عورتوں میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

حُسن وجمال کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کے عِلاج

(1) حُسن وجمال کے باعث پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج کرنے کے لئے اپنی اِبتداء اور انتہاء پر غور کیجئے کہ میرا آغاز ناپاک نُطفہ (یعنی گندہ قطرہ) اور اَنجام سڑا ہوا مُردہ ہے۔ عمر کے ہر دَور میں حسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ماند پڑ جاتا ہے، کبھی کوئی حادِثہ بھی اس حسن کے خاتمے کا سبب بن جاتا ہے، کھولتا ہوا تیل تو بہت بڑی چیز ہے، ابلتا دودھ بھی سارے حُسن کو

غارت کرنے کیلئے کافی ہے۔ یہ بھی پیشِ نظر رہے کہ انسان جب تک دنیا میں رہتا ہے اپنے جسم کے اندر مختلف گندگیاں مثلاً پیٹ میں پاخانہ وپیشاب اور رِیح (یعنی بدبودار ہوا)'ناک میں رینٹھ(رِیں۔ ٹھ)' منہ میں تھوک 'کانوں میں بدبودار میل 'ناخُنوں میں مَیل کچیل آنکھوں میں کیچڑ اور پسینے سے بدبودار بغلیں لئے پھرتا ہے 'روزانہ کئی کئی بار اِستنجا خانے میں اپنے ہاتھ سے پاخانہ و پیشاب صاف کرتا ہے 'کیا ان سب چیزوں کے ہوتے ہوئے فَقَط گوری رنگت 'ڈیل ڈول اور قدو قامت نیز چوڑے چکلے سینے وغیرہ پر تکبُّر کرنا زیب دیتا ہے ! یقیناً نہیں۔ حضرت سیِّدُنا اَحنَف بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! "آدمی پر تعجُّب ہے کہ وہ تکبُّر کرتا ہے حالانکہ وہ دو مرتبہ پیشاب گاہ سے نکلا ہے۔" (الزواجر عن اقتراف الکبائر 'ج ۱' ص ۱۴۹) حضرت سیِّدُنا حَسَن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! "آدمی پر تعجُّب ہے کہ وہ روزانہ ایک یا دو مرتبہ اپنے ہاتھ سے ناپاکی دھوتا ہے پھر بھی بڑا بنا ہوا آسمان کے بادشاہ (یعنی اللہ تعالیٰ) سے مقابلہ کرتا ہے۔ (ایضاً)"

(۲) کامیابیاں

انسان کی زندگی کامیابی وناکامی کی داستان ہے ' جب مسلسل کامیابیاں بعض اِسلامی بھائیوں کے قدم چُومتی ہیں تو وہ پے درپے ناکامیوں کے شکار ہونے والے دُکھیاروں کو حقیر سمجھنا شروع کردیتے ہیں 'خود کو بے حد تجربہ کار گردانتے ہوئے انہیں بے وُقُوف ' نادان 'گدھا اور نہ جانے کیسے کیسے القابات سے نوازتے ہیں۔

کامیابیوں کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبر کا عِلاج

کامیابیوں پر پھولے نہ سما کر جامے سے باہَر ہونے والوں کو یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ وقت ہمیشہ ایک سا نہیں رہتا 'بلندیوں پر پہنچنے والوں کو واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے 'ہر کمال کو زوال ہے۔

آپ کو کامیابی ملی اِس پر ش تعالیٰ کا شکر کیجئے نہ کہ اپنا کمال تصوّر کر کے ناشکروں کی صف میں کھڑے ہونے کی جسارت کیجئے پھر جسے آپ "کامیابی" سمجھ رہے ہیں اُس کا سفر دنیا سے شروع ہو کر دنیا ہی میں ختم ہو جاتا ہے، حقیقی کامیاب تو وہ ہے جو قبر و حشر میں کامیاب ہو کر رحمتِ الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے سائے میں جنت میں داخل ہو گیا

(۷) طاقت وقوّت

تکبُّر کا ایک سبب طاقت و قوت بھی ہے، جس کا قد کاٹھ نکلتا ہوا ہو، بازوؤں کی مچھلیاں پھڑکیں اور سینہ چوڑا ہو تو وہ بسااوقات کمزور جسم والے کو حقیر سمجھنا شروع کر دیتا ہے۔

طاقت وقوَّت کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج

طاقت و قُوَّت سے پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج کرنے کے لئے یوں فکرِ مدینہ کیجئے کہ قُوّت و پھرتی تو چوپایوں اور درندوں میں بھی ہوتی ہے بلکہ ان میں انسان سے زیادہ طاقت ہوتی ہے تو پھر اپنے اندر اور جانوروں میں "مُشتَرَک" صفت پر تکبُّر کیوں کیا جائے! حالانکہ ہمارے جسم کی ناتُوانی کا تو یہ حال ہے کہ اگر ایک دن بخار آجائے تو طاقت وقُوَّت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے، معمولی سی گرمی میں ذرا پیدل چلنا پڑے تو پسینے سے شَرابُور ہو کر نِڈھال ہو جاتے ہیں، سرد ہوا چلے تو کپکپانے لگتے ہیں۔ بڑی بیماریاں تو بڑی ہی ہوتی ہیں انسان کی ڈاڑھ میں اگر درد ہو جائے تو اُس وقت خوب اندازہ ہو جاتا ہے کہ اُس کی طاقت و قوت کی حیثیت کیا اور کتنی ہے! پھر جب موت آئے گی تو یہ ساری طاقت و قُوَّت دَھری کی دَھری رہ جائے گی اور بے بسی کا عالَم یہ ہوگا کہ اپنی مرضی سے ہاتھ تو کیا اُنگلی بھی نہیں ہِلا سکیں گے۔ لٰہذا میرے میٹھے میٹھے اِسلامی بھائیو! ایسی عارِضی قُوّت پر نازاں ہونا ہمیں زیب نہیں دیتا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللہُ تعالٰی علٰی محمَّد

(۸) عُہدہ ومَنصَب

کبھی عُہدہ ومَنصَب کی وجہ سے بھی انسان تکبُّر کا شکار ہو جاتا ہے۔

عُہدہ ومنصب کی وجہ سے پیدا ہونے والے تکبُّر کا عِلاج

ایسے اِسلامی بھائیوں کو چاہئے کہ اپنا ذہن بنائیں کہ فانی پر فخر نادانی ہے ' عزّت ومَنصَب کب تک ساتھ دیں گے ،جس مَنصَب کے بوتے پرا ٓج اکڑتے ہیں کل کلاں کو چِھن گیا توشاید انہی لوگوں سے مُنہ چُھپانے جن سے ا ٓج تحقیرا ٓمیز سلوک کرتے ہیں ' آج جن پر حکم چلاتے ہیں ریٹائرمنٹ کے دوسرے دن انہی کی خدمت میں حاضر ہوکر پنشن کیس نپٹوانا ہے! الغرض فانی چیزوں پر غرور وتکبر کیونکر کیا جائے !اِس لئے کیسا ہی بڑامَنصَب یا عہدہ مل جائے اپنی اوقات نہیں بھولنی چاہئے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضاخان علیہ رحمۃالرحمٰن فرماتے ہیں: ''آدمی کو اپنی حالت کا لحاظ ضرور رہے نہ کہ اپنے کو بھولے ستایشِ مردم (یعنی آدمیوں کے تعریف کرنے) پر پھولے۔ (ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت ص۶۶)

تکبُّر کے مزید عِلاج

{۱} بارگاہِ الٰہی میں حاضِری کو یاد رکھئے

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں قیامت کے دن حاضرہوناہے ' آہ! میرا نامۂ اعمال توگُناہوں سے بھرپور ہے ' میرا کیا بنے گا؟میں کس طرح سب کے سامنے اپنا اعمال نامہ پڑھ کر سُنا سکوں گا۔

{۲} دعا کیجئے

دعاکیجئے کہ یااللہ عزوجل ! میں تیری رضا کیلئے تکبر سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتا ہوں تو مجھے اس باطنی بیماری سے شفاء دے اور مجھے تکبر سے بچنے میں استقامت عطا فرما آمین

{۴} نُقصانات پیشِ نظر رکھئے

مُہلکات (مُہ۔لِ۔کات) کا ایک عِلاج یہ بھی ہے کہ جب کسی مُہلِک کے درپیش ہونے کا اندیشہ ہو تو اُس کے نقصانات و عذابات پر خوب غور کرے تا کہ اپنے اندر اُس مُہلِک (یعنی ہلاک کرنے والے عمل) سے بچنے کا جذبہ پیدا ہو۔

{۵} عاجِزی اختیار کرلیجئے

اپنے دل سے تکبُّر کی گندگی کو صاف کرنے کے لئے عاجِزی کا پانی اِستعمال کرنا بے حد مُفید ہے ' خاتَمُ المُرسَلین ' رَحمۃٌ لّلعٰلمین صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے : ''تواضُع (یعنی عاجزی) اختیار کرو اور مسکینوں کے ساتھ بیٹھا کرو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے بڑے مرتبے والے بندے بن جاؤ گے اور تکبُّر سے بھی بَری ہو جاؤ گے۔'' (کنزالعمال 'کتاب الاخلاق ' قسم الاقوال ' الحدیث : ۵۷۲۲ ' ج ۳ ' ص ۴۹)

تکبُّر سے بچنے کی فضیلت

مَخزنِ جُودوسخاوت ' پیکرِ عظمت و شرافت صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ عالیشان ہے : ''جو شخص تکبر ' خِیانت اور دَین (یعنی قرض وغیرہ) سے بَری ہو کر مرے گا وہ جنّت میں داخل ہو گا۔'' (جامع الترمذی 'کتاب السیر ' باب ماجاء فی الغلول ' الحدیث ۱۵۷۸ ' ج ۳ ' ص ۲۰۸)

خِنزیر سے بدتر

غرور و تکبُّر نے نہ کسی کو شائستگی (شا۔ئِس۔تَ۔گی) بخشی ہے اور نہ کسی کو عظمت و سر بلندی کی چوٹی پر پہنچایا ہے ' ہاں ! ذلّت کی پستیوں میں ضرور گرایا ہے
جیسا کہ نبیِ مُکرَّم ' نُورِ مُجسَّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلَّم کا فرمانِ مُعَظَّم ہے : ''جو اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے عاجِزی اختیار کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اُسے بلندی عطا فرمائے گا ' پس وہ خود کو کمزور سمجھے گا مگر لوگوں کی نظروں میں عظیم ہو گا اور جو تکبُّر کرے اللہ عَزَّوَجَلَّ اسے ذلیل کر دے گا ' پس وہ لوگوں

کی نظروں میں چھوٹا ہو گا مگر خود کو بڑا سمجھتا ہو گا یہاں تک کہ وہ لوگوں کے نزدیک کتّے اور خِنزِیر سے بھی بدتر ہو جاتا ہے۔''

{٦} سلام میں پہل کیجئے

ہر مسلمان کو امیر ہو یا غریب، بڑا ہو یا چھوٹا سلام میں پہل کیجئے۔ ہمارے نبی آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم تو بچوں کو بھی سلام میں پہل فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سیّدُنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ چند لڑکوں کے پاس سے گزرے تواُن کو سلام کیا، پھر فرمایا: ''رسولُ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم بھی اسی طرح کیا کرتے تھے۔'' (صحیح البخاری، کتاب الاستئذان، باب تسلیم علی الصبیان، الحدیث ٦٢٤٧، ج ٤، ص ١٧٠)

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: '' پہلے سلام کہنے والا تکبُّر سے بَری ہے۔''

{٧} اپنا سامان خود اٹھائیے

شَہَنْشاہِ مدینہ، قرارِ قلب و سینہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کا فرمانِ باقرینہ ہے: ''جس نے اپنا سامان خود اٹھالیا وہ تکبُّر سے آزاد ہو گیا۔'' (شعب الایمان، باب فی حسن الخلق، فصل فی التواضع، الحدیث: ٨٢٠١، ج ٦، ص ٢٩٢)

{٩} صدقہ دیجئے

حضرتِ سیّدُنا عَمْرو بن عَوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حُضورِ پاک، صاحِبِ لَولاک، سیّاحِ افلاک صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم نے فرمایا: ''مسلمان کا صَدَقہ عمر میں زیادَتی کا سبب ہے اور بُری موت سے بچاتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے تکبُّر و فخر کو دور فرما دیتا ہے۔'' (مجمع الزوائد، کتاب الزکاۃ، باب فضل الصدقۃ، رقم ٤٦٠٩، ج ٣، ص ٢٨٤)

{١٠} حق بات تسلیم کر لیجئے

جب کسی ہم عصر سے اختلاف ہو، پھر آپ پر کھل جائے کہ وہ حق پر ہے تو ضِد کرنے کے بجائے

سر تسلیم خم کر لیجئے۔

{۱۱} اپنی غلطی مان لیجئے

انسان خطا اور بھول کا مُرَکَّب ہے لہٰذا جب بھی کوئی آپ کی کسی غلطی کی نشاندہی کرے اپنی غلطی مان لیجئے چاہے وہ عمر، تجربے اور تقوے میں آپ سے کم ہی کیوں نہ ہو۔

{۱۲} نُمایاں حیثیت کے طالب نہ بنئے

اپنے رُفَقاء کے ساتھ ہوں یا کسی محفل میں کبھی بھی دل میں اس خواہش کو جگہ نہ دیجئے کہ مجھے نُمایاں حیثیت دی جائے، اونچی جگہ بٹھایئے، میری آؤ بھگت کی جائے۔ ہاں! کسی نے از خود آپ کو نمایاں جگہ پر بیٹھنے کی درخواست کی تو قَبول کرنے میں حرج نہیں۔ (فتاوٰی رضویہ، ج ۲۳، ص ۷۱۹)

{۱۳} گھر کے کام کیجئے

اگر کوئی عُذر نہ ہو تو گھر کے چھوٹے موٹے کام خود کیجئے۔ گھر والوں کی ضرورت کا سامان اپنے ہاتھ سے اٹھا کر بازار سے گھر تک لایئے۔ اُمُّ المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صِدِّیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے مروی ہے آپ فرماتی ہیں کہ "سلطانِ مکۂ مکرمہ، سردارِ مدینہ منوَّرہ صلَّی اللہ تعالٰی علیہ واٰلہ وسلَّم اپنے کپڑے خود سی لیتے اور اپنے نعلین مبارک گانٹھتے اور وہ سارے کام کرتے جو مرد اپنے گھروں میں کرتے ہیں۔" (الجامع الصغیر، الحدیث ۷۰۱۱۸، ص ۴۳۳)

{۱۴} خود مُلاقات کے لئے جائیے

دوسروں کو اپنے پاس بلانے کے بجائے نفس کے تکبُّر کو توڑنے کے لئے حتَّی الامکان خود چل کر ملاقات کرنے جایئے۔

{۱۵} غریبوں کی دعوت بھی قبول کیجئے

صِرف امیروں سے تعلُّقات بڑھانے اور ان کے ہاں دعوتوں پر جانے کے عادی نہ بنئے بلکہ اپنے شناساؤں میں غریبوں کو بھی شامل کیجئے اور جب وہ آپ کو دعوت دیں تو قَبول کیجئے۔

{۱۶} لباس میں سادگی اختیار کیجئے

کم قیمت لباس پہننے میں شرم محسوس نہ کیجئے کہ لوگ کیا کہیں گے۔ ہاں لباس صاف سُتھرا ہونا چاہیے۔

{۱۷} مَدَنی ماحول اپنا لیجئے

اچھے ماحول کے ساتھ وابستہ ہو جایئے' اچھوں کی صحبت انسان کو اچھا اور بُروں کی صحبت انسان کو بُرا بناتی ہے۔ آیئے دعوت اسلامی کے مدنی ماحول سے وابستہ ہو جایئے۔ مدنی انعامات کو تھام لیجئے اور مدنی قافلوں میں سفر کیجئے ان شاء اللہ عزوجل تکبر کے ساتھ ساتھ دیگر گُناہوں سے بھی چھٹکارا نصیب ہو گا۔

علاج کے باوُجُود افاقہ نہ ہوتو؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! اگر بھرپور علاج کے بعد بھی افاقہ نہ ہوتو گھبرایئے نہیں بلکہ علاج جاری رکھئے کہ''دل'' کو بھی آرام ہو ہی جائے گا۔''کیونکہ اگر ہم نے علاج ترک کر دیا تو گویا خود کو مکمَّل طور پر شیطان کے حوالے کر دیا اور وہ ہمیں کہیں کا نہ چھوڑے گا۔ لہٰذا ہمیں چاہیۓ کہ تکبُّر سے جان چھُڑانے کی کوشش جاری رکھیں ۔ حضرت سیِّدُ نا امام محمد غزالی علیہ رحمۃ الوالی (اَلْمُتَوَفّٰی ۵۰۵ھ) ہم جیسوں کو سمجھاتے ہوئے لکھتے ہیں : ''اگر تم محسوس کرو کہ شیطان' اللہ عَزَّوَجَلَّ سے پناہ مانگنے کے باوُجُود تمہارا پیچھا نہیں چھوڑتا اور غالب آنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ

عَزَّوَجَلَّ کو ہمارے مجاہدے ، ہماری قُوّت اور صبر کا امتحان مقصود ہے یعنی اللہ تعالیٰ آزماتا ہے کہ تم شیطان سے مقابلہ اور مُحارَبہ(یعنی جنگ) کرتے ہو یا اس سے مغلوب ہوجاتے ہو۔" (منہاج العابدین، العائق الثالث : الشیطٰن ،ص۴۶،ملخصاً)

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب ! صلَّی اللہُ تعالیٰ علیٰ محمَّد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

تکبر کی تعریف :"خود کو افضل دوسروں کو حقیر جاننے کا نام تکبر ہے۔(تکبر ص ۱۶) چنانچہ رسولِ اکرم، نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:الکبر بطر الحق وغمط الناس، یعنی تکبر حق کی مخالفت اور لوگوں کو حقیر جاننے کا نام ہے۔(مسلم)

تکبر کے اسباب وعلاج :(1) پہلا سبب علم ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ مُعَلِّمُ الملکوت کے منصب تک پہنچنے والے شیطان کے انجام کو یاد رکھے اسے اس تکبر کے نتیجے میں قیامت تک کی ذلت ورسوائی ملی اور وہ جہنم کاحقدار ٹھہرا۔(2)دوسرا سبب عبادت و ریاضت ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو یوں ڈرائے کہ کیا خبر یہ عبادت جس پر میں گھمنڈ کررہا ہوں وہ میرے اس تکبر کے سبب رب کی بارگاہ میں مقبول ہونے کے بجائے مردود ہوجائے اور جنت میں داخلے کے بجائے جہنم میں داخلے کا سبب بن جائے۔(3) تیسرا سبب مال و دولت ہے اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اس بات کا یقین رکھے کہ ایک دن ایسا آئے گا کہ اسے یہ سب کچھ یہیں چھوڑ کر خالی ہاتھ دنیا

سے جانا پڑے گا۔(4) چوتھا سبب حسب و نسب ہے کہ بندہ اپنے آباء و اجداد کے بل بوتے پر اکڑتا اور دوسروں کو حقیر جانتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے اکہ آباء و اجداد پر فخر کرنے والوں کے لیے جہنم کی وعید ہے۔چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا :" اپنے فوت شدہ آباؤ اجداد پر فخر کرنے والی قوموں کو باز آجانا چاہیے کیونکہ وہی جہنم کا کوئلہ ہیں' یا وہ قومیں اللہ کے نزدیک گندگی کے ان کیڑوں سے بھی حقیر ہوجائیں گی جو اپنی ناک سے گندگی کو کریدتے ہیں' اللہ نے تم سے جاہلیت کا تکبر اور ان کا اپنے آباء پر فخر کرنا ختم فرمادیا ہے۔اب آدمی متقی و مؤمن ہوگا یا بدبخت و بدکار' سب لوگ حضرت آدم(علیہ الصلوۃ والسلام) کی اولاد ہیں اور حضرت آدم(علیہ الصلوۃوالسلام) کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔"(5) سبب کامیابی و کامرانی ہے کہ جب کسی کو پے درپے کامیابیاں ملتی ہیں تو وہ ناکام ہونے والے لوگوں کو حقیر سمجھنا شروع کردیتا ہے' اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ یہ نہ بھولے کہ وقت ایک سا نہیں رہتا' بلندیوں پر پہنچنے والوں کو اکثر واپس پستی میں بھی آنا پڑتا ہے' ہر کمال کو زوال ہے۔(6) چھٹا سبب حسن و جمال ہے کہ بندہ اپنے ظاہری حسن و جمال کے سبب تکبر میں مبتلا ہوجاتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنی ابتداء و انتہاء پر غور کرے کہ میرا آغاز ناپاک نطفہ اور انجام سڑا ہوا مردہ ہونا ہے' نیز عمر کے ہر دور میں حسن یکساں نہیں رہتا بلکہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ بھی ماند پڑ جاتا ہے' یہ بھی پیشِ نظر رکھے کہ میرے اسی حسن و جمال والے بدن سے روزانہ پیشاب' پاخانہ ' بدبودار پسینہ' میل کچیل اور دیگر گند نکلتا ہے' میں اپنے ہاتھوں سے پاخانہ و پیشاب صاف کرتا ہوں تو

کیا اِن چیزوں کے ہوتے ہوئے فقط ظاہری حسن و جمال پر تکبر کرنا زیب دیتا ہے؟ یقیناً نہیں۔(7) ساتواں سبب طاقت و قوت ہے کہ جس کا قد کاٹھ اچھا ہو' کھاتا پیتا اور سینہ چوڑا ہو تو وہ بسا اوقات کمزور جسم والے کو حقیر سمجھنا شروع کردیتا ہے۔اس کا علاج یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کا یوں محاسبہ کرے کہ طاقت و قوت اور پھرتی تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے بلکہ انسان سے زیادہ ہوتی ہے تو پھر اپنے اندر اور جانوروں میں مشترکہ صفت پر تکبر کرنا کیسا ؟ حالانکہ ہمارے جسم کی طاقت و قوت کا تو یہ حال ہے کہ تھوڑا سا بیمار ہوجائیں توطاقت کا سارا نشہ اتر جاتا ہے' معمولی سی گرمی برداشت نہیں ہوتی' اگر خدانخواستہ اس تکبر کی وجہ سے کل بروزِ قیامت ربّ ناراض ہوگیا اور جہنم میں آگ کا عذاب دیا گیا تو اُسی کیسے برداشت کریں گے؟(احیاء العلوم)

تلفظات+اصطلاحات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

{تلفظات}

نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ	نمبر شمار	غلط تلفظ	صحیح تلفظ
1	مَرْض	مَرَض	5	كَلْمَہ	كَلِمَہ	9	اِخْتَلَاف	اِخْتِلَاف
2	حَلَق	حَلْق	6	اِسْتَقَامَت	اِسْتِقَامَت	10	مَیَّت	مَیِّت
3	اِحْسَن	اَحْسَن	7	قَتَل	قَتْل	11	حُكُم	حُكْم
4	عَمُوْماً	عُمُوْماً	8	فَلَاں	فُلَاں	12	شُكَر	شُكْر

{اصطلاحات}

نمبر شمار	اس کے بجائے	یہ کہئے	نمبر شمار	اس کے بجائے	یہ کہئے
1	پروگرام	سلسلہ	4	شیڈول/ٹائم ٹیبل	جدول

2	ماحول	مَدَنی ماحول	5	ٹارگیٹ	ہدف
3	نکات	مَدَنی پھول	6	اجتماع پاک	سنتوں بھرا اجتماع

{مَدَنی انعامات}

مَدَنی انعام نمبر 22: انفرادی کوشش سے 2 کو مَدَنی انعامات و مَدَنی قافلہ کی ترغیب دلائی؟

مَدَنی انعام نمبر23: دو گھنٹے مَدَنی کاموں پر صرف کئے؟

مَدَنی انعام نمبر24: اپنے نگران کی اطاعت کی؟

مَدَنی انعام نمبر25: چیزیں مانگ کر استعمال تو نہیں کیں؟

مَدَنی انعام نمبر 26: غلطی ہو جانے کی صورت میں براہِ راست اصلاح کی؟

مَدَنی انعام نمبر27: پردے میں پردہ کیا قبلہ کی سمت رخ رکھا؟

مَدَنی انعام نمبر28: غصے کا علاج کیا درگزر سے کام لیا؟

سنتیں اور آداب

"مدینے کی حاضِری" کے بارہ حُرُوف کی نسبت سے گھر میں آنے جانے کے 12 مَدَنی پھول

(1) جب گھر سے باہَر نکلیں تو یہ دُعا پڑھئے : " بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ " ترجمہ:- اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نام سے، میں نے اللہ عزَّوَجَلَّ پر بھروسہ کیا۔ اللہ عزَّوَجَلَّ کے بغیر نہ طاقت ہے نہ قوّت۔ (ابوداو،د، ج۴ ص۴۲۰ حدیث ۵۰۹۵) اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَلَّ اس دعا کوپڑھنے کی بَرَکت سے سیدھی راہ پر رہیں گے، آفتوں سے حفاظت ہو گی اور اللہُ الصَّمَد عَزَّوَجَلَّ کی مدد شاملِ حال رہے گی (2) گھر میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَ بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔ (اَیضاً۔حدیث ۵۰۹۶)

(ترجمہ :- اے اللہ عزَّوَجَلَّ! میں تجھ سے داخل ہونے کی اور نکلنے کی بھلائی مانگتا ہوں، اللہ عزَّوَجَلَّ کے نام سے ہم (گھر میں) داخل ہوئے اور اسی کے نام سے باہر آئے اور اپنے رب اللہ عزَّوَجَلَّ پر ہم نے بھروسہ کیا) دعا پڑھنے کے بعد گھر والوں کو سلام کرے پھر بارگاہِ رسالت میں سلام عرض کرے اس کے بعد سورۃُ الاِخلاص شریف پڑھے۔ اِن شاءَ اللہ عَزَّوَجَل روزی میں بَرَکت، اور گھریلو جھگڑوں سے بچت ہو گی (3) اپنے گھر میں آتے جاتے محارِم ومَحرمات (مَثَلاً ماں، باپ، بھائی، بہن، بال بچّے وغیرہ) کوسلام کیجئے (4) اللہ عَزَّوَجَلَّ کا نام لئے بغیر مَثَلاً بسم اللہ کہے بِغیر جو گھر میں داخل ہوتا ہے شیطان بھی اُس کے ساتھ داخِل ہو جاتا ہے (5) اگر ایسے مکان (خواہ اپنے خالی گھر) میں جانا ہو کہ اس میں کوئی نہ ہو تو یہ

کہئے: اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللهِ الصّٰلِحِیْن (یعنی ہم پر اور اللہ عَزَّوَجَلَّ کے نیک بندوں پر سلام) فِرِشتے اس سلام کا جواب دیں گے۔ (رَدُّالْمُحتار ج۹ ص۶۸۲)

یا اس طرح کہے: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ (یعنی یا نبی آپ پر سلام) کیونکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رُوحِ مبارَک مسلمانوں کے گھروں میں تشریف فرما ہوتی ہے۔ (بہارِ شریعت حصّہ۱۶ ص۹۲، شرح الشفاء للقاری ج۲ ص۱۱۸)

(6) جب کسی کے گھر میں داخل ہونا چاہیں تو اِس طرح کہئے: السلامُ علیکم کیا میں اندر آسکتا ہوں؟ (7) اگر داخلے کی اجازت نہ ملے تو بخوشی لوٹ جایئے ہوسکتا ہے کسی مجبوری کے تحت صاحبِ خانہ نے اجازت نہ دی ہو (8) جب آپ کے گھر پر کوئی دستک دے تو سنّت یہ ہے کہ پوچھئے: کون ہے؟ باہَر والے کو چاہئے کہ اپنا نام بتائے: مَثَلاً کہے: ''محمد الیاس۔'' نام بتانے کے بجائے اس موقع پر ''مدینہ!''، میں ہوں!'' ''دروازہ کھولو'' وغیرہ کہنا سنّت نہیں (9) جواب میں نام بتانے کے بعد دروازے سے ہٹ کر کھڑے ہوں تاکہ دروازہ کھلتے ہی گھر کے اندر نظر نہ پڑے (10) کسی کے گھر میں جھانکنا ممنوع ہے۔ بعض لوگوں کے مکان کے سامنے نیچے کی طرف دوسروں کے مکانات ہوتے ہیں لہٰذا بالکونی وغیرہ سے جھانکتے ہوئے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان کے گھروں میں نظر نہ پڑے (11) کسی کے گھر جائیں تو وہاں کے انتِظامات پر بے جا تنقید نہ کیجئے اس سے اُس کی دل آزاری ہوسکتی ہے (12) واپَسی پر اہلِ خانہ کے حق میں دُعا بھی کیجئے اور شکریہ بھی ادا کیجئے اور سلام بھی اور ہوسکے تو کوئی سنّتوں بھرا رسالہ وغیرہ بھی تحفۃً پیش کیجئے۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صلَّی اللهُ تعالٰی علٰی محمَّد

نماز کے احکام

"یااللّٰہُ" کے چھ حُرُوف
کی نسبت سے نَماز کی 6 شرائط

شرط: وہ شے جو حقیقت شی میں داخل نہ ہو لیکن اس کے بغیر شے موجود نہ ہو، جیسے نماز کے لیے وضو وغیرہ۔ (ماخوذ از فتاوی رضویہ، ج۱۰، ص۷۸۶)

(۱) **طَہارت:** نَمازی کا بدن ' لباس اور جس جگہ نماز پڑھ رہا ہے اُس جگہ کا ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونا ضَروری ہے۔ (مَراقی الفلاح معہ حاشیۃ الطحطاوی ص۲۰۷)

(۲) **سِترِ عورَت:** (۱) مَرد کے لئے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں سمیت بدن کا سارا حصہ چُھپا ہوا ہونا ضَروری ہے جبکہ عورت کے لئے ان پانچ اَعضاء: منہ کی ٹکلی ' دونوں ہتھیلیاں اور دونوں پاؤں کے تلووں کے علاوہ سارا جسم چُھپانا لازِمی ہے البتّہ اگر دونوں ہاتھ (گِٹّوں تک) ' پاؤں (ٹخنوں تک) مکمَّل ظاہِر ہوں تو ایک مُفْتٰی بِہٖ قول پر نَماز دُرُست ہے۔ (الدرالمختار معہ ردالمحتار ج۲ص۹۳)۔ (۲) اگر ایسا باریک کپڑا پہنا جس سے بدن کا وہ حصّہ جس کا نَماز میں چُھپانا فرض ہے نظر آئے یا جِلد کا رنگ ظاہِر ہو نَماز نہ ہو گی۔ (فتاویٰ عالمگیری ج۱ص۵۸) (۳) آج کل باریک کپڑوں کا رَواج بڑھتا جارہا ہے۔ ایسے باریک کپڑے کا پاجامہ پہننا جس سے ران یا سِتر کا کوئی حصّہ چمکتا ہو عِلاوہ نَماز کے بھی پہننا حرام ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳ص۴۲) (۴) دَبِیز (یعنی موٹا) کپڑا جس سے بدن کا رنگ نہ چمکتا ہو مگر بدن سے ایسا چپکا ہوا ہو کہ دیکھنے سے عُضْو کی ہَیئَت (ہَے۔ اَت) معلوم ہوتی ہو۔ ایسے کپڑے سے اگر چِہ نَماز ہو جائیگی مگر اُس

عُضْوکی طرف دوسروں کو نگاہ کرنا جائز نہیں۔(رد المحتار ج ۲ص۱۰۳) ایسا لِباس لوگوں کے سامنے پہننا مَنْع ہے اور عورَتوں کے لئے بدرَجَۂ اولیٰ مُمانَعَت۔ (بہارِ شریعت حصہ ۳ص ۴۲)(۵) بعض خواتین ململ وغیرہ کی باریک چادَرنَماز میں اَوڑھتی ہیں جس سے بالوں کی سیاہی چمکتی ہے یا ایسا لباس پہنتی ہیں جس سے اَعضاء کا رنگ نظر آتا ہے ایسے لباس میں بھی نماز نہیں ہوتی۔

(۳) **اِستِقبالِ قِبلہ** یعنی نماز میں قبلہ یعنی کعبہ کی طرف منہ کرنا (۱) نَمازی نے بِلا عُذر جان بوجھ کر قِبلہ سے سینہ پھیر دیا اگرچِہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا نَماز فاسِد ہو گئی اور اگر بِلا قَصد پھر گیا اور بَقَدَر تین بار "سُبْحٰنَ اللّٰہ" کہنے کے وقفہ سے پہلے واپس قِبلہ رُخ ہو گیا تو فاسِد نہ ہوئی (البحرالرائق ج ۱ ص۴۹۷)(۲) اگر صِرف منہ قِبلہ سے پھرا تو واجِب ہے کہ فوراً قِبلہ کی طرف منہ کر لے اورنَماز نہ جائے گی مگر بلا عُذر ایسا کرنا مکروہ ِ تحریمی ہے۔(غنیۃ المتملی ص۲۲۲) (۳) اگر ایسی جگہ پر ہیں جہاں قبلہ کی شناخت کا کوئی ذَرِیعہ نہیں ہے نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جس سے پوچھ کر معلوم کیا جاسکے توتَحَرِّی(تَ۔حَر۔ری) کیجئے یعنی سوچئے اور جِدھر قِبلہ ہونا دل پر جَمے اُدھر ہی رُخ کر لیجئے آپ کے حق میں وُہی قِبلہ ہے۔(الھدایۃ معہ فتح القدیر ج۱ص۲۳۶)(۴) تَحَرِّی کر کے نَماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ قِبلہ کی طرف نَماز نہیں پڑھی،نَماز ہو گئی لوٹانے کی حاجت نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص۶۴)(۵) ایک شخص تَحَرِّی کر کے (سوچ کر) نَماز پڑھ رہا ہو دوسرا اس کی دیکھا دیکھی اُسی سَمت نَماز پڑھے گاتو نہیں ہو گی دوسرے کے لئے بھی تَحَرِّی کر نے کا حکم ہے۔

(ردالمحتار ج۲ص۱۴۳)

(۴) **وقت:** یعنی جو نَماز پڑھنی ہے اُس کا وقت ہونا ضَروری ہے۔مَثَلاً آج کی نمازِ عصر ادا کرنا ہے تو یہ ضَروری ہے کہ عَصر کا وقت شُرُوع ہو جائے اگر وقتِ عصر شُرُوع ہونے سے پہلے ہی پڑھ لی تو نَماز نہ ہو گی۔(غنیۃ المتملی ص۲۲۴) (۱)عُمُوماً مساجِد میں نظامُ الاوقات کے نقشے آوَیزاں ہوتے ہیں ان میں جو مُستند توقِیت داں(تَوْ۔قِیْت۔دَاں) کے مُرتَّب کردہ اور عُلَمائے اہلِسنّت کے مُصَدَّقہ ہوں ان سے نَمازوں کے اَوقات معلوم کرنے میں سہولت رَہتی ہے (۲) اسلا می بہنوں کے لئے اوّل وقت میں نَمازِ فجر ادا کرنا مُستَحَب ہے اور باقی نَمازوں میں بہتر یہ ہے کہ مردوں کی جماعت کا انتِظار کریں جب جماعت ہوچکے پھر پڑھیں۔(دُرِّمختارمعہ ردالمحتار ج۲ص۳۰)

تین اوقاتِ مکروہہ: (۱)طُلُوعِ آفتاب سے لے کر بیس مِنَٹ بعد تک(۲) غُرُوبِ آفتاب سے بیس مِنَٹ پہلے (۳)نِصفُ النَّہار یعنی ضَحوَۂ کُبریٰ سے لے کر زَوالِ آفتاب تک۔ان تینوں اَوقات میں کوئی نَماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجِب نہ نَفل نہ قضا۔ہاں اگر اِس دن کی نَمازِ عصر نہیں پڑھی تھی اور مکروہ وقت شُروع ہو گیا تو پڑھ لے البتّہ اتنی تاخیر کرنا حرام ہے.(دُرِّمختارمعہ ردالمحتار ج۲ص۴۰۔بہارِ شریعت حصّہ۳ص ۲۳)

دَورانِ نَماز مکروہ وقت داخِل ہوجائے تو؟

غروبِ آفتاب سے کم سے کم 20مِنَٹ قبل نَمازِ عصر کا سلام پھرجانا چاہئے جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ رحمۃا لرحمٰن فرماتے ہیں ”نَمازِ عصر میں جتنی تاخیر ہو افضل ہے جبکہ وقتِ کراہت سے پہلے پہلے خَتم ہوجائے ۔“(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج۵ ص ۱۵۶) پھراگراس نے احتیاط کی اور نماز میں تطویل کی (یعنی طول دیا)کہ

وقتِ کراہت وسط نماز میں آگیا جب بھی اس پر اعتراض نہیں "(فتاویٰ رضویہ شریف جدید ج ۵ ص ۱۳۹)

(۵) **نیّت:** نیّت دل کے پکّے ارادے کا نام ہے۔(حاشیۃُ الطّحطاوی ص ۵ ۲۱) (۱) زَبان سے نیّت کرنا ضروری نہیں البتّہ دل میں نیّت حاضِر ہوتے ہوئے زَبان سے کہہ لینا بہتر ہے ۔(فتاویٰ عالمگیری ج۱ص۶۵) عَرَبی میں کہنا بھی ضَروری نہیں اردو وغیرہ کسی بھی زَبان میں کہہ سکتے ہیں ۔(مُلَخَّص از دُرِّ مختار معہ رَدُّالمُحتار ج ۲ ص ۱۱۳)(۲) نیّت میں زَبان سے کہنے کا اعتِبار نہیں یعنی اگر دل میں مَثَلاً ظہر کی نیّت ہو اور زَبان سے لفظِ عصر نکلا تب بھی ظہر کی نَماز ہو گئی (د رمختا ر،ردا المحتا رج۲ص۱۱۲) (۳) نیّت کا ادنٰی دَرَجہ یہ ہے کہ اگر اُس وقت کوئی پوچھے کہ کون سی نَماز پڑھتے ہو؟ تو فوراً بتا دے۔اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نَماز نہ ہوئی۔(فتاویٰ عالمگیری ج۱ص۶۵) (۴) فرض نَماز میں نیّتِ فرض بھی ضَروری ہے مَثَلاً دل میں یہ نیّت ہو کہ آج کی ظُہر کی فرض نَماز پڑھتا ہوں۔ (در مختار ، ردالمحتارج۲ص۱۱۶) (۵) اَصَح (یعنی دُرُست ترین) یہ ہے کہ نَفل ، سنّت اور تراویح میں مُطلق نَماز کی نیّت کافی ہے مگر احتِیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح یا سنّتِ وَقت کی نیّت کرے اور باقی سنّتوں میں سنّت یا سرکارِ مدینہ صَلَّی اللہ تَعَالٰی علیہ وَالہٖ وَسلَّم کی مُتابَعَت(یعنی پیروی) کی نیّت کرے، اس لئے کہ بعض مَشائخ رَحِمَہُمُ اللّٰہ تَعالٰی ان میں مُطلق نَماز کی نیّت کو ناکافی قرار دیتے ہیں۔(ہبیۃ المصلی معہ غنیۃ المتملی ص۲۴۵) (۶) نَمازِ نَفل میں مُطلق نَماز کی نیّت کافی ہے اگر چِہ نفل نیَّت میں نہ ہو ۔(درمختار ،ردالمحتارج۲ص۱۶۶) (۷) یہ نیّت کہ مُنہ میرا قِبلہ شریف کی طرف ہے

شَرط نہیں۔(اَیْضاً) (۸) اِقْتِدَا میں مُقتدی کا اس طرح نیّت کرنا بھی جائز ہے کہ جونَماز امام کی ہے وُہی نَماز میری ہے (عا لمگیری ج۱ص۶۶) (۹) نمازِ جنازہ کی نیّت یہ ہے، ''نماز اللہ عَزَّوَجَلَّ کے لئے اور دُعا اِس مَیِّتْ کیلئے''۔(در مختار، ردالمحتار ج۲ص۱۲۶) (۱۰) واجِب میں واجِب کی نیّت کرنا ضَروری ہے اور اسے مُعَیَّن بھی کیجئے مَثَلًا عیدُالفِطر، عیدُالاَضْحٰی ، نَذْر ، نمازِ بعدِ طواف (واجِبُ الطواف) یا وہ نَفْل نَماز جس کو جان بوجھ کر فاسِد کیا ہو کہ اُس کی قَضا بھی واجِب ہو جاتی ہے (حاشیۃ الطحطاوی ص۲۲۲)(۱۱) سَجدۂ شکر اگر چِہ نَفْل ہے مگر ا س میں بھی نیّت ضَروری ہے مَثَلًا دل میں یہ نیّت ہو کہ میں سجدۂ شکر کرتا ہوں۔(الدرالمختار معہ ردالمحتار ج۲ص۱۲۰) (۱۲) سجدۂ سَہو میں بھی ''صاحِبِ نَہرُالفَائِق '' کے نزدیک نیَّت ضَروری ہے (اَیْضاً) یعنی اُس وقت دل میں یہ نیَّت ہو کہ میں سجدۂ سَہو کرتا ہوں۔

(۲)**تکبیرِ تحریمہ**: یعنی نماز کو ''اَللّٰہُ اَکْبَر'' کہہ کر شُرُوع کرنا ضَروری ہے۔(عالمگیری ج۱ص۶۸)

کلام امیر اہلسنت

اے کاش! تصوُّر میں مدینے کی گلی ہو

اے کاش! تصوُّر میں مدینے کی گلی ہو	اور یادِ محمد بھی مِرے دل میں بسی ہو
دو سوزِ بلال آقا ملے دردِ رضا سا	سرکار عطا عشقِ اُوَیسِ قرنی ہو
اے کاش! میں بن جاؤں مدینے کا مسافِر	پھر روتی ہوئی طیبہ کو بارات چلی ہو
پھر رَحمتِ باری سے چلوں سُوئے مدینہ	اے کاش! مقدَّر سے مُیَسَّر وہ گھڑی ہو
اے کاش! مدینے میں مجھے موت آ جائے	چوکھٹ پہ تِری سر ہو مِری روح چلی ہو
جس وقت نکیرین مِری قبر میں آئیں	اُس وَقت مِرے لب پہ سجی نعتِ نبی ہو
اللہ! کرم ایسا کرے تجھ پہ جہاں میں	اے دعوتِ اسلامی تِری دھوم مچی ہو
اللہ کی رَحمت سے تو جنّت ہی ملے گی	اے کاش! محلّے میں جگہ اُن کے ملی ہو
محفوظ سدا رکھنا شہا! بے اَدَبوں سے	اور مجھ سے بھی سرزد نہ کبھی بے اَدَبی ہو
عطار ہمارا ہے سرِ حشر اِسے کاش!	دستِ شہِ بطحا سے یہی چِٹّھی ملی ہو

اشارے

سبق نمبر 4

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دنوں کے نام

1	جمعۃ المبارک	2	ہفتہ	3	اتوار
4	پیر شریف	5	منگل	6	بدھ
		7	جمعرات		

مہینوں کے نام

1	جنوری	5	فروری	9	مارچ
2	اپریل	6	مئی	10	جون
3	جولائی	7	اگست	11	ستمبر
4	اکتوبر	8	نومبر	12	دسمبر

رنگ برنگے مدنی پھول:

روزانہ ، ہفتہ وار ، ماہانہ اور سالانہ مدنی انعامات کتنے ہیں ؟اور روزانہ میں درجات کتنے ؟(یاد کروائے جائیں)

بے فائدہ گفتگو دوسرا بیان

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الۡمُرۡسَلِيۡنَط

اَمَّا بَعۡدُ! فَاَعُوۡذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيۡطٰنِ الرَّجِيۡمِطبِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِط

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَسُوۡلَ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحٰبِكَ يَا حَبِيۡبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا نَبِيَّ اللّٰه وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصۡحٰبِكَ يَا نُوۡرَ اللّٰه

درود شریف کی فضیلت

سرکارِمدینہ ، راحتِ قلب وسینہ ، صاحبِ معطّر پسینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وا لہ وسلم کا فرمانِ باقرینہ ہے : ''اے لوگو ! بے شک بروزِ قیامت اسکی دَہشتوں اور حساب کتاب سے جلد نجات پانے والا شخص وہ ہوگا جس نے تم میں سے مجھ پر دنیا کے اندر بکثرت دُرود شریف پڑھے ہوں گے ۔'' (اَلفِردَوس بمأثور الخطّاب ج۵ص۲۷۷حدیث۸۱۷۵)

صَلُّوا عَلَى الۡحَبِيۡب! صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى مُحَمَّد

بے فائدہ گفتگو

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 95% گناہ زبان سے ہوتے ہیں اور آپ نے احیاء العلوم جلد 3 میں زبان کی 20 آفتیں بیان فرمائی ہیں ہم روزانہ اس وقت میں زبان کی آفتوں میں

ے چندا آفات کے بارے میں سنیں گے اورنیت بنائیں گے کہ ہم اس کورس میں بھی اور اپنی آئندہ زندگی بھی زبان کا قفل مدینہ لگاتے ہوئے گزاریں گے انشاء اللہ عزوجل

انسان کے احوال میں سے بہترین حالت یہ ہے کہ وہ زبان کی آفات یعنی غیبت، چغلی، جھوٹ اور لڑائی جھگڑے وغیرہ سے اپنی گفتگو کی حفاظت کرے اور ایسی جائز ومُباح بات کہے جس میں خود اسے اور کسی دوسرے مسلمان کو کوئی نقصان نہ پہنچے۔ اگر انسان ایسی گفتگو کرے گا جس کی اسے حاجت نہ ہو تو اس کے سبب وہ اپنا وقت ضائع کردے گا اور زبان کو استعمال کرنے پر اس سے حساب لیا جائے گا نیز وہ بہتر کے عِوَض حقیر اور کمتر چیز پائے گا کیونکہ اگر وہ گفتگو کرنے کے بجائے اپنا وقت غور و فکر میں صرف کرتا تو بہت ممکن تھا کہ اس پر اللہ عَزَّوَجَلَّ کی رحمت کے ایسے خزانے کُھلتے جن کا فائدہ عظیم ہوتا۔ اسی طرح اگر وہاں اللہ عَزَّوَجَلَّ کا ذکر کرتا اور تسبیح و تہلیل کرتا (یعنی لَااِلٰہَ اِلَّا اللہ اور سُبْحٰنَ اللہ کہتا) تو یہ ضرور اس کے حق میں بہتر ہوتا کیونکہ کتنے ہی کلمات ایسے ہیں جن کے سبب جنت میں محل بنایا جاتا ہے۔ جو شخص خزانوں میں سے کسی خزانے کو لینے پر قدرت رکھتا ہے لیکن وہ اس کے بجائے مٹی کا ایسا ڈھیلا لے لیتا ہے جس سے وہ نفع نہیں اٹھا سکتا تو وہ کُھلا نقصان اٹھانے والا ہے۔ ایسے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو ذِکْرُ اللہ کو چھوڑ کر ایسے مُباح کام میں مشغول ہو جاتا ہے جو اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوتا، اگرچہ وہ اس کے سبب گناہ گار نہیں ہوتا لیکن اس اعتبار سے وہ نقصان ضرور اٹھاتا ہے کہ ذکر کے ذریعے حاصل ہونے والا عظیم فائدہ اس سے فوت ہو جاتا ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: مومن کی خاموشی صرف فکر کے لئے، نظر صرف عِبْرت کے لئے اور بولنا صرف ذکر کے لئے ہوتا ہے۔ [1]

1...مشکاۃ المصابیح، کتاب الرقاق، باب البکاء والخوف، ۲/۲۷۴، حدیث: ۵۳۵۸ بتغیر

انسان کا سرمایہ:

انسان کا سرمایہ اس کے اوقات ہیں اور جب وہ انہیں بے فائدہ کاموں میں صرف کرتا ہے اور اس سرمایہ کو آخرت کے لئے ذخیرہ نہیں کرتا تو بے شک وہ اپنا سرمایہ ضائع کرنے والا ہوتا ہے۔ اسی وجہ سے حضور نبیّ پاک، صاحبِ لولاک صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: **مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْکُہُ مَا لَا یَعْنِیۡہِ** یعنی انسان کے اسلام کی خوبیوں میں سے ہے کہ جو نفع نہ دے اسے چھوڑ دے۔[2] ایک حدیث اس سے بھی زیادہ سخت مضمون پر مشتمل ہے۔ چنانچہ

بے فائدہ گفتگو کا نقصان:

حضرت سیِّدُنا اَنَس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ بیان کرتے ہیں: غزوۂ اُحُد کے دن ہم میں سے ایک نوجوان شہید ہو گیا۔ ہم نے اس کے پیٹ پر (بھوک کی وجہ سے) پتھر بندھا ہوا دیکھا۔ اس کی ماں اس کے چہرے سے مٹی صاف کر کے کہنے لگی: اے میرے بیٹے! تمہیں جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر سلطان بحر و بر، تمام نبیوں کے سرور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: تم نے کیسے جان لیا (کہ یہ جنتی ہے۔) ہو سکتا ہے کہ یہ بے فائدہ گفتگو کرتا ہو اور ایسی چیز سے منع کرتا ہو جس کے دینے سے اسے نقصان نہ ہو (یعنی بخل سے کام لیتا ہو)۔[3]

ایک روایت میں ہے کہ اللہ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت سیِّدُنا کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کو نہ پایا تو ان کے بارے میں پوچھا؟ صحابہ کرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان نے عرض کی کہ وہ بیمار ہیں۔ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ جب ان کے پاس پہنچے تو

2...سنن الترمذی، کتاب الزھد، ۴/ ۱۴۲، حدیث: ۲۳۲۴

3...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، باب النھی عن الکلام فیما لا یعنیک، ۷/ ۸۵، حدیث: ۱۰۹

ارشاد فرمایا: اے کعب! تمہیں خوشخبری ہو۔ یہ سن کر ان کی والِدہ نے کہا: اے کعب! تمہیں جنت مبارک ہو۔ رسولِ اکرم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: یہ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ پر حکم لگانے والی کون ہے؟ حضرت کعب رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے عرض کی: یارسولَ اللّٰہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم! یہ میری والِدہ ہیں۔ ارشاد فرمایا: اے کَعب کی والدہ! تمہیں کیسے معلوم ہوا (کہ یہ جَنّتی ہے) ہو سکتا ہے کہ اس نے لایعنی (یعنی بے فائدہ) گفتگو کی ہو اور ایسی چیز سے منع کیا ہو جس کی اسے حاجت نہ ہو۔[4]

مطلب یہ ہے کہ جنت کی مبارک باد کا مُسْتَحِق وہ ہے جس سے حساب نہیں لیا جائے گا اور جس نے بے فائدہ گفتگو کی ہو گی اس سے تو حساب لیا جائے گا اگرچہ اس کا کلام مُباح و جائز ہو اور حساب میں اگر سختی کی گئی تو یہ عذاب کی ایک قسم ہے۔

جَنَّتِی شخص:

حضرتِ سَیِّدُنا محمد بن کَعب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْغَفَّار بیان کرتے ہیں کہ سرکارِ دوعالَم، نُورِ مُجَسَّم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ایک مرتبہ (ایک دروازے کی طرف اشارہ کرکے) ارشاد فرمایا: ”جو سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہو گا وہ جنتی ہے۔“ حضرت سَیِّدُنا عبداللّٰہ بن سلام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سب سے پہلے اس دروازے سے داخل ہوئے۔ یہ دیکھ کر کچھ صحابۂ کِرام عَلَیْہِمُ الرِّضْوَان ان کے پاس گئے اور جو کچھ سرکارِ دو عالَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ان کے متعلق فرمایا تھا اس کی خبر دی اور ان سے کہا کہ آپ ہمیں اپنے اندر ایسے مضبوط عمل کے بارے میں بتایئے جس کے سبب آپ کو (جنت میں جانے کی) امید ہے؟ فرمایا: میں تو ایک کمزور شخص ہوں اور مجھے اگر کسی عمل کے سبب (جنت میں جانے کی) امید ہے تو

4...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۸۲، حدیث: ۱۱۰

وہ میرے سینے کی (حسد وکینہ وغیرہ سے) سلامتی اور بے فائدہ گفتگو کو چھوڑ دینا ہے۔[5]

بدن پر ہلکے اور میزان میں بھاری اعمال:

حضرت سیِّدُنا ابو ذر غِفّاری رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے محبوب، دانائے غیوب صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو بدن پر ہلکا اور میزان میں بھاری ہو؟ میں نے عرض کی: کیوں نہیں۔ ارشاد فرمایا: وہ خاموشی، حُسْنِ اَخلاق اور بے فائدہ گفتگو کو چھوڑ دینا ہے۔[6]

پانچ نصیحتیں:

حضرت امام مجاہد عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْوَاحِد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا عبد اللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا کو یہ فرماتے سنا کہ پانچ چیزیں مجھے سُواری کے لئے تیار بہترین سیاہ گھوڑوں سے زیادہ محبوب ہیں:

(1)...بے فائدہ گفتگو مت کرو کیونکہ یہ فُضُول ہے اور میں تمہارے گناہ میں پڑنے سے بے خوف نہیں ہوں اور مُفِید کلام بھی بے محل نہ کرو کیونکہ بہت سے مفید کلام کرنے والے بھی بے موقع مفید کلام کر بیٹھتے ہیں اور یوں مشقت میں پڑ جاتے ہیں۔

(2)...کسی حلیم وبُردبار اور بے عقل وبے وقوف شخص سے بحث مت کرو کیونکہ بردبار تم سے دلی طور پر بُغض رکھے گا اور بے وقوف تم کو (اپنی زبان سے) اَذِیَّت پہنچائے گا۔

(3)...اپنے بھائی کا ذکر اس کے پیٹھ پیچھے اس طرح کرو جس طرح کا ذکر اس کی طرف سے تم اپنے لئے پسند کرتے ہو اور ان باتوں میں اس کو معاف کردو جن کے بارے میں تم چاہتے ہو کہ وہ تمہیں معاف کر دے۔

5...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۸۶، حدیث: ۱۱۱

6...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/ ۸۷، حدیث: ۱۱۲

(4)...اپنے بھائی کے ساتھ ایسا معاملہ کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کرے۔

(5)...اس شخص کی طرح عمل کرو جسے یقین ہو کہ نیکی پر اسے جزا دی جائے گی اور گناہ پر اس کی پکڑ ہو گی۔

سیِّدُنا لقمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی حکمت:

حضرت سیِّدُنا لُقْمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ سے عرض کی گئی: آپ کی حکمت کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: جس چیز کی مجھے ضرورت نہیں ہوتی اس کے بارے میں سوال نہیں کرتا اور جو چیز مجھے فائدہ نہیں دیتی اس میں نہیں پڑتا۔

20سال سے ایک چیز کی طلب:

حضرت سیِّدُنا مُوَرِّق عِجلی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْوَلِی فرماتے ہیں: میں بیس سال سے ایک چیز کی طلب میں ہوں مگر میں اس پر قادر نہیں ہو سکا لیکن میں نے اس کی طلب بھی نہیں چھوڑی ہے۔ لوگوں نے عرض کی: وہ کیا ہے؟ ارشاد فرمایا: بے فائدہ باتوں سے خاموشی۔

فاجر کے پاس نہ بیٹھو:

امیر المؤمنین حضرت سیِّدُنا عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: بے فائدہ کام میں مت پڑو، اپنے دشمن سے علیحدہ رہو اور اپنے دوست سے بھی ڈرتے رہو البتہ یہ کہ وہ امین ہو اور امین صرف وہی ہے جو اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتا ہے اور فاجِر کے پاس نہ بیٹھو کیونکہ اس سے گناہ ہی سیکھو گے اور اس کو اپنے راز پر مطلع نہ کرو اور اپنے معاملے میں ان لوگوں سے مشورہ کرو جو اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ سے ڈرتے ہیں۔

بے فائدہ گفتگو کی تعریف:

بے فائدہ گفتگو کی تعریف یہ ہے کہ تمہارا ایسا کلام کرنا کہ اگر اس سے رک جاتے تو گناہ گار نہ ہوتے اور نہ ہی فی الحال یا آئندہ کوئی نقصان ہوتا۔ مثلاً تم کسی مجلس میں لوگوں کے سامنے اپنے سفر کا ذکر کرو اور اس میں جو پہاڑ اور نہریں دیکھیں اور جو واقعات تمہارے ساتھ پیش آئے انہیں بیان کرو نیز جو کھانے اور کپڑے تمہیں اچھے

لگے انہیں اور مختلف شہروں کے مشائخ کی تعجب خیز باتیں اوران کے تعجب انگیز واقعات ذکر کرو۔تو یہ وہ امور ہیں کہ اگر تم انہیں بیان نہ بھی کرتے تب بھی گنہگارنہ ہوتے اور نہ ہی کوئی نقصان اٹھاتے۔پھر اگرچہ تم اس بات کی بھرپور کوشش کروکہ واقعہ بیان کرنے میں کوئی کمی بیشی نہ ہو جائے اورنہ ہی اس میں تزکیۂ نفس ہو کہ ان عظیم واقعات کے مشاہدے پر فخر کرواورنہ اس میں کسی کی غیبت اورنہ مخلوقِ خُدا کی مَذمَّت ہو'ان ساری احتیاطوں کے باوجود بھی تم اپناوقت برباد کرنے والے ہوگے اور ہمارے ذکردہ آفات سے نہیں بچ سکو گے۔

غیرضروری سُوال کرنے کی آفتیں:

بے فائدہ گفتگو میں سے تمہارا دوسرے سے غیر ضروری چیز کے بارے میں سوال کرنا بھی ہے اور اس طرح کا سوال کر کے تم اپنا بھی وقت ضائع کرو گےاوردوسرے کو بھی جواب دینے کے ذریعے وقت ضائع کرنے پر مجبور کردو گے اور یہ بھی اس وقت ہے جبکہ سوال کرنے میں کوئی آفت نہ ہو ورنہ اکثر سوالات میں آفات ہوتی ہیں۔مثال کے طور پر تم کسی سے اس کی عبادت کے بارے میں سوال کرتے ہوئے پوچھو کہ "کیا تم روزہ دار ہو؟"اگراس نے ہاں میں جواب دیاتووہ اپنی عبادت کا اظہار کرنے والا ہوااوریوں وہ ریاکاری میں پڑ سکتا ہے۔اگروہ رِیاکاری میں نہ بھی پڑے تب بھی اس کی عبادت پوشیدہ عبادت کے رجسٹر سے خارج ہو جائے گی اور پوشیدہ عبادت 'عَلانیہ عبادت سے کئی درجے فضیلت رکھتی ہےاور اگروہ کہتاہے کہ "نہیں"تو وہ جھوٹ بولنے والا ہو گااور اگر وہ خاموش رہے تو وہ تمہیں حقیر سمجھنے والا ہوااور اس سبب سے تم اذیت اٹھاؤ گےاور اگر وہ جواب دینے میں ٹال مٹول سے کام لے تو اسے مشقت اٹھانی پڑے گی تو تم ایک سوال کے سبب اسے ریاکاری یا جھوٹ بولنے یا حقیر جاننے یا جواب کو ٹالنے کی زد میں لے آئے۔

ایسے ہی تمہارااس کی دیگر عبادات کے بارے میں سوال کرناہےاوراسی طرح گناہ اور ہر اس چیز کے بارے

میں سوال کرنا ہے جسے وہ لوگوں سے چھپاتا اور اسے بتانے سے شرماتا ہے۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرے سے گفتگو کررہا ہو اور بعد از گفتگو تم اس سے پوچھو کہ "تم کیا کہہ رہے تھے اور کس بارے میں بات کررہے تھے؟" اور ایسے ہی راستے میں تم کسی شخص کو دیکھ کر اس سے دریافت کرو تم کہاں سے آرہے ہو؟" تو بعض اوقات کوئی ایسی رکاوٹ حائل ہوتی ہے جو اس کو بتانے سے روکتی ہے اور اگر بیان کر دیتا ہے تو اسے اذیت ہوتی ہے اور شرم آتی ہے اور اگر وہ سچ نہیں بولتا تو جھوٹ میں جا پڑتا ہے جس کا سبب تم بنتے ہو۔ ایسے ہی تم کوئی ایسا مسئلہ پوچھو جس کی تمہیں حاجت نہ ہو اور جس سے سوال کیا گیا ہوتا ہے بعض اوقات اس کا نفس لَاأَدْرِی (یعنی میں نہیں جانتا) کہنے پر راضی نہیں ہوتا اور یوں وہ بغیر علم و بصیرت کے جواب دے دیتا ہے۔

بے فائدہ گفتگو سے میری مراد اس قسم کے سوالات نہیں کیونکہ ان سے تو گناہ یا ضرر پہنچتا ہے۔ بے فائدہ گفتگو کی مثال وہ روایت ہے جو حضرت سیِّدُنا لُقْمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کے متعلق منقول ہے۔ چنانچہ

حکایت: خاموشی حکمت ہے

ایک مرتبہ حضرت سیِّدُنا لُقْمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام کی خدمت میں حاضر ہوئے، اس وقت آپ عَلَیْہِ السَّلَام زرہ بنا رہے تھے اور چونکہ آپ نے اس سے پہلے زرہ نہیں دیکھی تھی اس لئے اسے دیکھ کر تعجب کرنے لگے اور اس بارے میں سوال کرنا چاہا تو حکمت کے سبب سوال کرنے سے باز رہے۔ جب حضرت سیِّدُنا داوٗد عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام زِرَہ بنانے سے فارغ ہوئے تو کھڑے ہوئے اور اسے پہن کر ارشاد فرمایا: جنگ کیلئے زرہ کیا ہی اچھی چیز ہے۔ یہ سن کر حضرت سیِّدُنا لقمان حکیم رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے کہا: خاموشی حکمت ہے مگر اس کو اختیار کرنے والے کم ہیں۔ یعنی سوال کے بغیر ہی اس کے متعلق علم ہو گیا اور سوال کی حاجت نہ رہی۔

منقول ہے کہ حضرت سیّدُنا لقمان حکیم رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ ایک سال تک حضرت سیّدُنا داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام کی بارگاہ میں اس ارادے سے حاضر ہوتے رہے کہ انہیں زرہ کے بارے میں بغیر سُوال کئے معلوم ہو جائے۔ یہ اور اس طرح کے سوالات میں جب ضرر اور پردہ دری نہ ہو نیز ریاکاری اور جھوٹ میں مبتلا ہونا نہ پایا جائے تو یہ بے فائدہ گفتگو ہے اور اسے چھوڑ دینا اسلام کی خوبی سے ہے۔یہ بے فائدہ گفتگو کی تعریف تھی۔

بے فائدہ گفتگو کے اسباب اور ان کا علاج:

بے فائدہ گفتگو کا سبب جو اس پر ابھارتا ہے وہ یا تو ان باتوں کو جاننے کی حرص ہے جن کی اسے کوئی حاجت نہیں یا کسی سے محبت اور دوستی کے تعلق کی بنا پر کلام کو پھیلانا ہے یا بے فائدہ احوال کو بیان کرنے میں وقت گزارنا اس کا سبب ہے۔ان سب کا علاج اس بات کا یقین رکھنا ہے کہ موت اس کے سامنے ہے اور اس سے ہر لفظ کے متعلق سوال کیا جائے گا اور اس کا سانس اس کا سَرمایہ ہے نیز یہ ایسا سَرمایہ ہے جس کے ذریعے وہ حُورِ عین کو حاصل کر سکتا ہے'لہٰذا اس سے غفلت برتنا اور اس کو ضائع کرنا کھلا نقصان ہے۔یہ تو علم کے اعتبار سے علاج تھا اور عمل کے اعتبار سے علاج یہ ہے کہ وہ گوشہ نشینی اختیار کرے یا اپنے منہ میں کنکری رکھے اور اس کے ذریعے خود کو بعض مفید باتوں سے بھی خاموش رہنے کا پابند کرے تاکہ زبان بے فائدہ باتوں کو چھوڑنے کی عادی ہو جائے مگر گوشہ نشینی اختیار نہ کرنے والے کے لئے ایسی باتوں سے زبان کو بچانا بہت مشکل ہوتا ہے۔

فضول کلام

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو!

زبان کی آفات میں سے فضول کلام بھی ایک قابل مذمت فعل ہے اور اس میں بے فائدہ کلام بھی شامل ہے اور وہ کلام بھی جو مفید تو ہو لیکن حاجت سے زائد ہو کیونکہ مفید کام کو مختصر گفتگو کے ذریعے بھی ذکر کرنا ممکن ہے اور بڑھا چڑھا کر اور تکرار کے ساتھ بھی ذکر کرنا ممکن ہے۔جب ایک کَلِمہ کے ذریعے اپنے

مقصود کو ادا کر سکتا ہے لیکن اس کے باوجود دو کلمے کہتا ہے تو دوسرا کلمہ فضول یعنی حاجت سے زائد ہو گا اور یہ بھی مذموم ہے جیسا کہ پہلے گزر چکا اگرچہ اس میں کوئی گناہ اور ضرر نہ ہو۔

بُزرگانِ دِین کا اَنداز:

حضرت سیِّدُنا عطاء بن اَبی رَباح رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ ارشاد فرماتے ہیں: تم سے پہلے کے لوگ فضول کلام ناپسند کرتے تھے اور ان کے نزدیک قرآن وسنت، نیکی کی دعوت دینے، برائی سے منع کرنے اور دنیاوی زندگی کی ضرورت کے علاوہ ہر کلام فضول تھا، کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں ہے کہ بے شک تم پر کچھ معزّز لکھنے والے نگہبان ہیں جن میں ایک داہنے بیٹھا اور ایک بائیں، کوئی بات وہ زبان سے نہیں نکالتا کہ اس کے پاس ایک محافظ تیار نہ بیٹھا ہو۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات سے حیا نہیں کرتا کہ جب اس کا نامۂ اعمال کھولا جائے کہ جسے اس نے اپنے دن کی ابتدا ہی میں بھر دیا تھا تو اس میں اکثر وہ باتیں ہوں جن کا دین و دنیا سے کوئی تعلق نہ ہو۔

کہیں یہ فضول کلام نہ ہو:

ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہ ارشاد فرماتے ہیں: ایک شخص مجھ سے کوئی بات کرتا ہے تو اس کا جواب دینا مجھے اتنا زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہوتا ہے جتنا ایک پیاسے شخص کو ٹھنڈا پانی بھی نہیں ہوتا لیکن میں اس خوف سے اس کا جواب نہیں دیتا کہ کہیں یہ فضول کلام نہ ہو۔

شانِ الٰہی کی تعظیم:

حضرت سیِّدُنا مُطَرِّف رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: تمہارے دلوں میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عظمت و جلالت بہت زیادہ ہونی چاہئے، لہٰذا تم اس کا ذکر یوں نہ کرو مثلاً تم اپنے کتے یا گدھے کے لئے کہو "اے اللہ عَزَّوَجَلَّ! اسے برباد کر دے۔" اور اس جیسے دوسرے جملوں سے بھی بچو۔

فضول کلام کا اِحاطہ نہیں کیا جاسکتا:

یاد رکھئے! فضول کلام کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا البتہ ضروری گفتگو قرآن کریم میں محصور ہے۔ چنانچہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ ارشاد فرماتا ہے:

لَا خَیْرَ فِیْ كَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَیْنَ النَّاسِؕ (پ۵، النساء:۱۱۴)

ترجمۂ کنزالایمان: اُن کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا۔

حضور نبیِّ رحمت، شفیعِ اُمَّت صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے ارشاد فرمایا: اس شخص کیلئے خوشخبری ہے جو اپنی زبان کی زائد گفتگو کو روک لے اور اپنا زائد مال خرچ کر دے۔[7]

لیکن افسوس لوگوں نے معاملے کو کیسے تبدیل کر دیا کہ زائد مال کو روک لیتے ہیں اور زبان کو فضول گفتگو کے معاملے میں آزاد چھوڑ دیتے ہیں۔

شیطان تمہیں جال میں نہ پھنسالے:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن شِخِّیر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ فرماتے ہیں: میں بنو عامر کے چند لوگوں کے ساتھ بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا۔ لوگوں نے کہا: آپ ہمارے والد ہیں، ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے افضل ہیں، سب سے زیادہ کرم و مہربانی فرمانے والے ہیں، اور انتہائی مہمان نواز ہیں۔ آپ ایسے ہیں، آپ ویسے ہیں۔ ارشاد فرمایا: تم اپنی بات کہو، کہیں شیطان تمہیں جال میں نہ پھنسالے۔[8]

7...السنن الکبری للبیھقی، کتاب الزکاۃ، باب ما ورد فی حقوق المال، ۴/ ۳۰۶، حدیث: ۷۷۸۳ بتغیر

8...سنن ابی داود، کتاب الادب، باب فی کراھیۃ التمادح، ۴/ ۳۳۴، حدیث: ۴۸۰۶

اس حدیث پاک میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جب زبان کسی کی تعریف کیلئے کھلتی ہے، اگرچہ تعریف سچی ہو لیکن یہ خوف ہونا چاہئے کہ شیطان بے ضرورت زائد کلام نکلوا کر اپنے جال میں نہ پھنسا لے۔

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ فرماتے ہیں: میں تمہیں تمہارے فضول کلام سے ڈراتا ہوں اور آدمی کے لئے اتنا کلام کافی ہے جو اس کی ضرورت کو پورا کر دے۔

بچوں کو بہلاتے ہوئے جھوٹ بولنا:

حضرت سیِّدُنا امام مجاہد عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡوَاحِد فرماتے ہیں: گفتگو لکھی جاتی ہے حتّٰی کہ ایک شخص اپنے بیٹے کو چپ کرانے کے لئے کہتا ہے: میں تمہارے لئے فلاں فلاں چیزیں خریدوں گا (حالانکہ خریدنے کی نیت نہیں ہوتی) تو اسے جھوٹا لکھا جاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُ اللّٰہِ الۡقَوِی نے ارشاد فرمایا: اے ابنِ آدم! تیرا نامۂ اعمال کھول دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ دو معزز فرشتے مقرر کر دیے گئے ہیں، اب تیرا جو جی چاہے عمل کر خواہ تھوڑا کر یا زیادہ

ملائکہ لوگوں کی گفتگو لکھ رہے ہیں:

مروی ہے کہ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے عِفۡرِیۡت (یعنی ایک طاقتور جن) کو بھیجا اور (اس کے پیچھے) کچھ لوگوں کو بھیجا جو دیکھیں کہ یہ کیا کہتا ہے اور آکر خبر دیں۔ چنانچہ انہوں نے بتایا کہ یہ ایک بازار سے گزرا، اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا پھر لوگوں کی طرف دیکھا اور اپنا سر ہلانے لگا۔ حضرت سیِّدُنا سلیمان عَلٰی نَبِیِّنَا وَعَلَیۡہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَام نے جن سے اس بارے میں پوچھا تو اس نے کہا: مجھے ان فرشتوں پر تعجب ہوا جو انسانوں کے سروں پر ہیں کہ وہ کس قدر جلدی لکھتے ہیں اور جو ان کے نیچے لوگ ہیں ان پر بھی تعجب ہوا کہ وہ کس قدر جلدی لکھواتے ہیں (یعنی مجھے لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ کلام کرنا نہیں چھوڑتے حالانکہ ملائکہ ان کے کلام کو لکھ رہے ہیں)۔

مومن کا کلام:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم تیمی عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُاللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: مومن جب بات کرنا چاہتا ہے تو غور کرتا ہے ،اگر فائدہ ہو تو کرتا ہے ورنہ خاموش رہتا ہے اور فاجر بلاتوقف بے سوچے سمجھے کلام کرتا چلا جاتا ہے۔

زیادہ گفتگو کرنے والا زیادہ جھوٹ بولتا ہے:

حضرت سیِّدُنا حسن بصری عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُاللّٰہِ الۡقَوِی فرماتے ہیں: جس کی گفتگو زیادہ ہو اس کا جھوٹ بھی زیادہ ہوتا ہے اور جس کا مال زیادہ ہو اس کے گناہ بھی زیادہ ہوتے ہیں اور جو بداَخلاق ہو گا وہ خود کو تکلیف پہنچائے گا۔

فضول گوئی کی مذمت:

حضرت سیِّدُنا عَمرو بن دِینار عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُاللّٰہِ الۡغَفَّار فرماتے ہیں: ایک شخص نے مکی مدنی سلطان صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے پاس کثیر گفتگو کی تو آپ نے ارشاد فرمایا: تمہاری زبان کے آگے کتنے پردے ہیں؟ اس نے عرض کی: میرے دو ہونٹ اور دانت ہیں۔ارشاد فرمایا: کیا ان میں سے کوئی تمہیں باتوں سے نہیں روک سکتا؟[9]

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے یہ بات اس شخص سے ارشاد فرمائی جس نے آپ کی تعریف میں طویل گفتگو کی تھی پھر آپ نے(مزید)ارشاد فرمایا: کسی شخص کو زبان کی فضول گفتگو سے بڑھ کر بری چیز نہیں دی گئی۔[10]

حضرت سیِّدُنا عمر بن عبد العزیز عَلَیۡہِ رَحۡمَۃُاللّٰہِ الۡعَزِیۡز فرماتے ہیں: فخر و مُباہات کا خوف مجھے زیادہ کلام کرنے سے روکتا ہے۔

ایک دانا کا قول ہے کہ اگر کوئی شخص کسی مجلس میں ہو اور اسے گفتگو کرنا اچھا لگے تو خاموش رہے اور اگر

9...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۷۸، حدیث:۹۳

10...موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا، کتاب الصمت، ۷/۷۸، حدیث:۹۴

وہ خاموشی کو پسند کرے تو کلام کرے۔

عالِم کا فتنہ:

حضرت سیِّدُنا یزید بن حبیب عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الرَّقِیْب فرماتے ہیں: عالِم کے فتنے میں سے یہ بھی ہے کہ اسے بولنا سننے سے زیادہ پسند ہو حالانکہ اس بات کے لئے کوئی دوسرا بھی موجود ہے کیونکہ سننے میں سلامتی ہے اور بولنے میں ریاکاری اور کمی بیشی کا خطرہ ہے۔

پاک کئے جانے کی سب سے زیادہ مستحق:

حضرت سیِّدُنا عبداللہ بن عمر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا فرماتے ہیں: آدمی جن چیزوں کو پاک کرتا ہے ان میں سب زیادہ پاک کئے جانے کی حقدار اس کی زبان ہے۔

گونگی ہوتی تو بہتر تھا:

حضرت سیِّدُنا ابو درداء رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے ایک زبان دراز عورت کو دیکھ کر فرمایا: اگر یہ گونگی ہوتی تو اس کے لئے بہتر تھا۔

ہلاک کرنے والی چیزیں:

حضرت سیِّدُنا ابراہیم نَخَعِی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی فرماتے ہیں: لوگوں کو دو باتیں ہلاک کرتی ہیں: زائد مال اور فضول کلام۔

تو یہ فضول کلام اور زیادہ بولنے کی مذمت تھی اور اس پر ابھارنے والا سبب اور اس کا علاج وہی ہے جو بے فائدہ گفتگو کی آفت میں گزر چکا۔ (احیاء العلوم جلد 3 صفحہ 341 تا 352)

تصور مرشد

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَا نُوْرَ اللّٰہ

عاشقِ اعلیٰ حضرت ،امیرِ اَہلسنّت بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادِری رَضَوی ضیائی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنے رسالے ضیائے دُرودوسلام میں فرمانِ مصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نقل فرماتے ہیں،''جس نے مجھ پر سومرتبہ دُرودِپاک پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دیتا ہے کہ یہ نِفاق اور جہنّم کی آگ سے آزاد ہے اور اُسے بروزِ قیامت شُہَداء کے ساتھ رکھے گا۔

(مجمع الزوائد ج۱۰ ص۲۵۳ رقم الحدیث ۱۷۲۹۸)

صَلّوا علی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی علٰی مُحَمَّد

پیر بنانے کا مقصد

کسی سے مرید ہونے سے پہلے ، ان چار شرائط جو فتاویٰ افریقہ کے حوالے سے حصّہ اوّل میں بھی ذکر کی گئیں ان شرائط کو مد نظر رکھنا ضَروری ہے۔

مگر بعض لوگ مرشِد کامل کا یہ معیار سمجھتے ہیں! کہ پیر تعویذ گنڈے یا عملیات میں ماہر ہو، اور دنیاوی مشکلات حل کردیا کرے۔ہرگز ایسا نہیں! حقیقت میں پیر امورِ

آخرت کے لئے بنا یاجاتا ہے۔یہ الگ بات ہے! ضمناً ان سے دُنیوی بَرَکتیں، مثلاً بیمار کو شفاء یا مشکلوں کا حل ہونا بھی ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ مگر صرف دُنیوی مسائل کے حل کے لئے، مرشِدِ کامل سے مرید نہیں ہواجاتا۔اس لئے کوئی کہے! کہ تمہارا پیر کامل ہوتا تو تمہاری پریشانی، بیماری، جنات کے اثرات اور جادو ٹونے کے معاملات حل ہوجاتے۔تو یہ بے وقوفی و نادانی ہے، کہ پیر اس لئے نہیں بنایاتھا، پیرتو آخرت کے معاملات کے لئے ہوتا ہے۔

شہزادہ اعلٰحضرت مفتیِ اعظم ہند مولانا الشاہ مصطفٰی رضا خاں بریلوی قدس سرہ، اپنے والد ماجد اعلٰحضرت مجددِ دین و ملت الشاہ امام اَحمد رضا خاں بریلوی نور اللہ مرقدہ، کے قصیدہ الاستمداد علٰی اجیاد الارتداد کی شرح میں فرماتے ہیں!امام سَیِّدنا عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ نے میزانِ الشریعۃ الکبریٰ میں فرمایاہے! کہ بے شک سب آئمہ و اَولیاء و عُلَمائ(و مشائخ کرام رحمہم اللہ) اپنے پَیروں کاروں اور مریدوں کی شفاعت کرتے ہیں، اور (۱) جب انکے مرید کی روح نکلتی ہے، (۲)جب منکر نکیر ان سے قبر میں سوال کرتے ہیں، (۳)جب حشر میں اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے، (۴)جب اس سے حساب لیا جاتا ہے یا(۵) جب اس کے اعمال تولے جاتے ہیں، اور (۶)جب وہ پل صِراط پر چلتا ہے، ان تمام مراحل میں، وہ اس کی نگہبانی کرتے ہیں، اور کسی جگہ بھی غافل نہیں ہوتے۔(المیزان الکبریٰ ، باب مثال طرق مذاھب الائمۃ المجتھدین ، ج ۱ ، ص ۵۳)

معلوم ہوا !کہ پیر امورِ آخرت کے لئے بنایا جاتاہے۔تاکہ قبروا آخرت کی ہرمشکل اور کٹھن گھڑی میں اللہ عَزَّوَجَلَّ کی عطا سے مدد فرماکر مرید کے لئے آسانیاں پیدا

کرے۔اعلٰحضرت عظیم المرتبت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو ایمان افروز سچے واقعات سے رہنمائی لیتے ہیں، کہ پیرومرشِد کے دامن سے وابستگی پاکر، اوراولیاء کاملین رحمھم اللہ کی صحبت ملنے پر، ان سے کیا طلب کرنا چاہیئے۔

مجذوبِ بریلی شریف رحمۃ اللہ علیہ

اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! کہ بریلی(شریف) میں ایک مجذوب بشیرالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ اخوندزادہ کی مسجد میں رہا کرتے تھے۔مجھے ان کی خدمت میں حاضر ہونے کا شوق ہوا۔

ایک روز رات گیارہ بجے ، اکیلا ان کے پاس پہنچا اور فرش پر بیٹھ گیا۔وہ حجرے میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔مجھ کو بغور پندرہ بیس منٹ تک دیکھتے رہے۔آخر مجھ سے پوچھا! صاحب زادے! تم مولوی رضا علی خاں صاحب(رحمۃ اللہ علیہ) کے کون ہو؟

میں نے کہا! میں ان کا پوتا ہوں۔یہ سن کر فوراً آئے اور مجھ کو اٹھا کر لے گئے ،اور چارپائی کی طرف اشارہ کرکے فرمایا! آپ یہاں تشریف رکھیئے۔پھر پوچھا!کیا مقدمے کے لئے آئے ہو؟ میں نے کہا مقدمہ تو ہے، لیکن میں اس لئے نہیں آیا ہوں۔میں تو صرف دعائے مغفرِت کے واسطے حاضر ہو ا ہوں۔

یہ سن کرکم وبیش آدھے گھنٹے تک وہ برابر فرماتے رہے! اللہ عَزَّوَجَلَّ کرم کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کرم کرے، اللہ عَزَّوَجَلَّ کرم کرے۔(الملفوظ شریف حصہ چہارم،ص ۳۸۶)

اس واقعہ سے ہمیں یہ درس ملا ! کہ اولیاء کرام رحمھم اللہ کی بارگاہ سے دنیا نہیں بلکہ آخِرت کی طلب رکھنی چاہیئے۔

ولیِ کامل کی قربت

اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں! حج کی پہلی حاضری کے وقت منیٰ شریف کی مسجد میں مغرب کے وقت حاضر تھا۔اس وقت میں اَوراد ووظائف بہت پڑھا کرتا تھا۔
بحمدا للہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں' جس میں فقہاکرام نے لکھا ہے! کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں۔ لیکن اَلْحَمْدُللہ عَزَّوَجَلَّ سنتیں بھی کبھی نہ چھوڑیں۔ خیر ! جب سب لوگ مسجد سے چلے گئے' تو مسجد کے اندرونی حصے میں ایک صاحب کو دیکھا' کہ قبلہ رو اَورادو وظائف میں مصروف ہیں' میں ! صحن میں مسجد کے دروازے کے پاس تھا۔اور کوئی تیسرا مسجد میں نہ تھا۔یکایک ایک آواز گنگناہٹ کی سی' مسجد کے اندر معلوم ہوئی۔ جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔
فوراًمیرے دل میں یہ حدیث مبارکہ آئی! کہ اہلُ اللہ کے قلْب سے ایسی آواز نکلتی ہے' جیسے شہد کی مکھی بولتی ہے۔میں وظیفہ چھوڑ کر ان کی طرف چلا! کہ ان سے دعائے مغفِرت کراؤں۔اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں !کہ اَلْحَمْدُللہ عَزَّوَجَلَّ میں کبھی کسی بُزُرگ کے پاس دُنیوی حاجت لے کر نہ گیا۔جب بھی گیا' اسی خیال سے گیا' کہ ان سے دعائے مغفِرت کراؤں گا۔
غرض! دوہی قدم ان کی طرف چلا تھا' کہ ان بُزُرگ نے میری طرف منہ کرکے' آسمان کی طرف ہاتھ اٹھاکر' تین مرتبہ فرمایا! اَللّٰھم اغفرلاخی ھٰذا (اے اللہ عَزَّوَجَلَّ میرے اس بھائی کو بخش دے)میں نے سمجھ لیا! کہ فرماتے ہیں! کہ ہم نے تیرا کام کردیا' اب تم ہمارے کام میں مخل نہ ہو۔ میں ویسے ہی لوٹ آیا۔(الملفوظ شریف حصہ چہارم'ص۳۸۵)

اَلْحَمْدُلِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ اعلٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکی مَدَنی سوچ کی رَہنمائی سے پتا چلا! کہ اولیاء کرام کی بارگاہ امورِ سَحَرت کی بہتری کے لئے ہوتی ہے۔لہٰذا پیرومرشِد کے دامن سے وابستہ ہوتے ہوئے' مذکورہ مقصدہی پیشِ نظرہونا چاہئیے تاکہ شیطان کم علمی کے باعث وسوسہ ڈال کر گمراہ نہ کرسکے۔

وساوس کی کاٹ

اسی طرح ہوسکتا ہے کبھی کسی نے اپنے یا کسی اور کے مرض یا پریشانی کے حل کے لئے'اَورادووظائف پڑھے' مزارات پر حاضری دی'یا اپنے پیرومرشِد کی بارگاہ میں حاضرہوکردعا بھی کرائی' مگر اس کی پریشانی دور نہ ہوئی ہو۔تو معلومات نہ ہونے کے باعث شیطان وسوسہ ڈال سکتا ہے! کہ اتنا عرصہ گزر گیا ' میری پریشانی تو دور نہیں ہوئی؟

میٹھے میٹھے اسلامی بھائیو! امیرِ اَہلسنّت دامت بَرَکاتہم العالیہ "فیضانِ رَمَضان میں"تحریر فرماتے ہیں کہ بظاہر تاخیر سے گھبرانا نہیں چاھیئے۔ربّ عَزَّوَجَلَّ کی مصلحتیں ہم نہیں سمجھ سکتے'دیکھئے!۔۔۔

دعائے سَیِّدنا موسٰی کلیم اللہ علٰی نبینا علیہ الصلوۃ و السلام کے چالیس برس بعد فرعون غرق ہوا۔

دعائے سَیِّدنا یعقوب علٰی نبینا علیہ الصلوۃ و السلام کے اسی برس بعدسَیِّدنا یوسف علٰی نبینا علیہ الصلوۃ و السلام سے ملاقات ہوئی۔(فیضانِ رمضان ص۱۲۲)

یہ بات بھی ذہن میں رہے! کہ پریشانی دور ہونا یاکس مریض کا صحت یاب ہونا' بارگاہِ

الہیٰ عَزَّوَجَلَّ میں منظور ہوتا ہے۔تو اس کے لئے دنیا میں کوئی نہ کوئی سبب بن جاتا ہے۔
حضرت سَیِّدنا عبدالقادرالجزائری علیہ رحمۃُ اللہِ البٰاری فرماتے ہیں! کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ جس چیز کا ارادہ فرماتا ہے' تو اس کے اسباب مہیا فرمادیتا ہے۔(حقائق عن التصوف ' ص ٦٥)
اولیاء کرام رحمھم اللہ سے مشکلات کے حل کے لئے کرامات کا ظاہر ہونا بھی' ایک ایسا ہی مَدَنی سبب ہے۔
یہ بھی یاد رہے! کہ اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی بہتر جانتا ہے! کہ کس کے لئے کیا بہتر ہے۔مثلاً کسی کا روزگار نہیں' یا گھر میں کھانسی کا مَرَض ہے۔دعا کی گئی۔مگر کھانسی رکتی ہی نہیں۔ اب کیا معلوم! کہ اسے کینسر کا مَرَض ہوناتھا' مگر کھانسی کے ذریعے بدل دیا گیا۔کسی کو کینسرہے' علاج کے لئے رقم نہیں'یا دعا کرائی مگر مَرَض صحیح نہیں ہوا' تو ہوسکتا ہے کینسر کا مَرَض دے کر اس کے بدلے ایمان وعافِیت کی موت اور جنّت میں پیارے پیارلے آقا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم کا پڑوس نصیب میں لکھ دیا گیا ہو۔
اللہ عَزَّوَجَلَّ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے!وَعَسٰۤی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰۤی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
(ترجمۂ کنزالایمان) اور قریب ہے! کہ کوئی بات تمہیں بری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو۔اور قریب ہے! کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بری ہو۔اور اللہ جانتا ہے۔اورتم نہیں جانتے۔(پ٢'البقرہ آیت٢١٦)
حضرت ابی سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے! کہ جنابِ رسولِ کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! جب کوئی مسلمان بندہ دعا کرتا ہے تو وہ دعا

ضَرور قبول ہوتی ہے' بشرطیکہ! کسی گناہ یا ناجائز بات کے لئے' یاکسی بیگا نے مسلمان کی تکلیف دہی کیلیئے دعا نہ کی ہو۔لیکن اس کا اثر یا تو یہاں ظاہر ہوجاتا ہے' یا دعا کا اثر دوسری صورت میں نظر آتا ہے! کہ کوئی آسمانی یا دُنیوی بلا اور مصیبت اس بندے پرنازل ہونیوالی تھی' وہ اس کی دعا سے دفع ہوگئی۔اور اس بندے کو اس بلا کی خبر بھی نہ ہوئی۔یا اس کی دعا کا اثر قیامت میں ظاہر ہوگا۔جو نہایت ضَرورت کا
وقت ہے' اور وہاں ہر ایک مسلمان یہ تمنا کرے گا! کہ کیا ہی اچھا ہوتا' کہ میری ایک بھی دعا دنیا میں قبول نہ ہوتی۔ساری کی ساری دعائیں آج ہی قبول ہوتیں۔ (طہارۃ القلوب ص)

منقبت

خطاء ہی خطاء ہوں باپا نبھالو

خطاء ہی خطاء ہوں باپا نبھالو	مدمریہ آپ کا ہوں باپا نبھالو
بیکار باتوں سے للہ بچالو	بہت بولتا ہوں باپا نبھالو
نگاہوں کا قفل مدینہ عطاء ہوں	تباہ ہو رہا ہوں باپا نبھالو
فریب جہاں میں میرے زلفوں والے	پھنسا جا رہا ہوں پاپا سنبھالوں
نہ منسب نہ عزت نہ دولت نہ شہرت	میں بس تجھ کو چاہوں باپا سنبھالو
نہ قہقہ لگاوں ہنسوں نہ ہنسائوں	میں غم چاہتا ہوں باپا سنبھالو
نیکی میں دل ہائے لگتا نہیں ہیں	میں بد ہوں برا ہوں باپا سنبھالو
کسی اور کو کیوں میں دکھڑے سناوں	تیرا ہوں تیرا ہوں باپا سنبھالو
میں جیسا بھی ہوں مرشدی تمہارا	کہد یجئے ہوں باپا سنبھالوں
میں منگتا ہوں تیرا تو مرشد ہے میرا	کہد یجئے ہوں باپا سنبھالوں